دیوانِ شاہ نیازؔ

باہتمام

شاہ محمد سبطین (شبیر) عرف شبو میاں نیازی

ناشر

نیازیہ اکیڈمی

خانقاہ نیازیہ خواجہ قطب بریلی شریف

یوپی

دیوانِ شاہِ نیاز

قطب عالم، مدار اعظم، حضرت مولانا شاہ نیاز احمد صاحب
بریلوی قدس سرہٗ العزیز کے فارسی، اردو اور ہندی کلام کا مجموعہ

حسب الحکم : صاحبِ سجادہ حضرت حسنی میاں صاحب قبلہ

باہتمام

شاہ محمد سبطین شبیر عرف شبتو میاں نیازی

ناشر
نیازیہ اکیڈمی
خانقاہِ نیازیہ خواجہ قطب بریلی شریف



نام کتاب ———— دیوانِ شاہ نیاز

از

قطب عالم حضرت مولانا شاہ نیاز احمد نیاز بریلوی قدس سرہٗ العزیز

باہتمام ———— شاہ محمد سبطین شبیر عرف شبو میاں نیازی

ناشر ———— نیازیہ اکیڈمی، خانقاہ نیازیہ خواجہ قطب بریلی شریف

ھدیہ ———— ۳۰ روپے

ملنے کے پتے

(۱) ———— خانقاہ نیازیہ خواجہ قطب بریلی شریف

(۲) ———— الحاج صاحبزادہ سید امجد علی نیازی فضل منزل اجمیر شریف

(۳) ———— الحاج محمد آصف علی صاحب گلی میر مداری فراشخانہ دہلی ۶

چند حروف

شاہ شبو میاں نیازی

مدار اعظم قطب عالم حضور قبلہ سیدنا شاہ نیاز بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے عارفانہ کلام کے اب تک جانے کتنے مجموعے شائع ہو کر مقبول خاص وعام اور ذریعہ تازگیٔ ایمان ہو چکے ہیں۔ زیر نظر مجموعہ نیازیہ اکیڈمی کی جانب سے شائع کیا جا رہا ہے۔ کسی طرح کی خامی ہو تو مطلع کریں اور اپنے مفید مشوروں سے نوازیں۔

زیر نظر مجموعہ کی ترتیب وطباعت میں جناب ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی صاحب کے تعاون کا مشکور ہوں۔

اگلا اڈیشن انشاء اللہ تعالیٰ ہر اعتبار سے خوبصورت سے خوبصورت تر انداز میں پبلش کرنے کی کوشش کی جائے گی۔



حضرت شاہ نیاز بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

(مختصر سوانحی خاکہ)

از : ڈاکٹر کمال احمد نیازی خواجہ قطب بریلی

قطب عالم مدار اعظم نیاز بے نیاز حضرت شاہ نیاز احمد صاحب قبلہ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی اولاد ہیں۔ ان کے اجداد بخارا کے شاہی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔

حضرت شاہ نیاز احمد ابن حضرت شاہ رحمۃ اللہ علوی ابن حضرت شاہ عظمت اللہ علوی ابن شاہ ابراہیم ملتانی ابن شاہ آیت اللہ علوی اندیجانی ابن شاہ حکمت اللہ اندیجانی ابن شیخ محمد اندیجانی از اولاد سیدنا محمد ابن حنفیہ رضی اللہ عنہ ابن حضور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ۔

نام والدہ : سیدہ بی بی غریب نواز رحمۃ اللہ علیہا

سن پیدائش : ۱۷۴۲ء بمقام سرہند شریف (پنجاب)

تعلیم : دینی اور شرعی علوم اور فلسفہ وغیرہ کا علم مولانا فخرالدین دہلوی رحمۃ اللہ سے حاصل کیا۔

بیعت وخلافت : (۱) سلسلہ چشتیہ : حضرت مولانا فخرالدین دہلوی رحمۃ

اللہ علیہ سے (۲) سلسلہ قادریہ : حضرت سیدنا عبداللہ بغدادی ثم رامپوری رحمۃ اللہ علیہ سے

ان سلاسل کے علاوہ صابریہ نقشبندیہ قدیمہ وغیرہ میں بھی آپ کو خلافت و اجازت حاصل تھی۔

وردود بریلی : حضرت مولانا فخرالدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے ۳۰، ۳۱ سال کی عمر میں بریلی بغرض رشد و ہدایت تشریف لائے خواجہ قطب میں خانقاہ قائم کی۔

ہندوستان سے باہر افغانستان، بخارا، سمرقند، بدخشاں وغیرہ سے بھی طالبان حق آپ سے درس لینے اور داخل سلسلہ ہونے کے لئے آتے رہتے تھے۔ مریدین کی تعداد لاکھوں میں تھی۔ آپ نے بے شمار تلامذہ اور خلفاء چھوڑے۔

آج آپ کا سلسلہ پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔

تصانیف : عربی، فارسی اور اردو زبانوں میں فقہ، حدیث صرف ونحو، عقائد و کلام اور تصوف نیز فلسفہ وغیرہ پر بیس سے زیادہ تصانیف آپ کی یادگار ہیں۔

کتابیں : شمس العین، لیعبدون اور رسالہ منطق وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ عربی فارسی، اردو اور ہندی میں دیوان بھی آپ نے چھوڑے۔ آپ کے کلام کا مجموعہ بارہا چھپ چھپ کر مقبول ہو چکا ہے۔

وفات : ۶ رجمادی الثانی ۱۲۵۰ھ / ۱۸۳۴ء

حضرت شاہ نیاز بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

(مختصر سوانحی خاکہ)

از: ڈاکٹر کمال احمد نیازی خواجہ قطب بریلی

قطب عالم مدار اعظم نیاز بے نیاز حضرت شاہ نیاز احمد صاحب قبلہ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی اولاد ہیں۔ ان کے اجداد بخارا کے شاہی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔

حضرت شاہ نیاز احمد ابن حضرت شاہ رحمۃ اللہ علوی ابن حضرت شاہ عظمت اللہ علوی ابن شاہ ابراہیم ملتانی ابن شاہ آیت اللہ علوی اندیجانی ابن شاہ حکمت اللہ اندیجانی ابن شیخ محمد اندیجانی از اولاد سیدنا محمد ابن حنفیہ رضی اللہ عنہ ابن حضور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ۔

نام والدہ: سیدہ بی بی غریب نواز رحمۃ اللہ علیہا

سن پیدائش: ۱۷۴۲ء بمقام سرہند شریف (پنجاب)

تعلیم: دینی اور شرعی علوم اور فلسفہ وغیرہ کا علم مولانا فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ سے حاصل کیا۔

بیعت وخلافت: (۱) سلسلہ چشتیہ: حضرت مولانا فخر الدین دہلوی رحمۃ

اللہ علیہ سے (۲) سلسلہ قادریہ: حضرت سیدنا عبداللہ بغدادی ثم رامپوری رحمۃ اللہ علیہ سے

ان سلاسل کے علاوہ صابریہ نقش بندیہ قدیمہ وغیرہ میں بھی آپ کو خلافت و اجازت حاصل تھی۔

ورود بریلی: حضرت مولانا فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے ۳۰، ۳۱ رسال کی عمر میں بریلی بغرض رشد و ہدایت تشریف لائے خواجہ قطب میں خانقاہ قائم کی۔

ہندوستان سے باہر افغانستان، بخارا ثمرقند، بدخشاں وغیرہ سے بھی طالبان حق آپ سے درس لینے اور داخل سلسلہ ہونے کے لئے آتے رہتے تھے۔ مریدین کی تعداد لاکھوں میں تھی۔ آپ نے بے شمار تلامذہ اور خلفاء چھوڑے۔

آج آپ کا سلسلہ پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔

تصانیف: عربی، فارسی اور اردو زبانوں میں فقہ، حدیث صرف ونحو، عقائد و کلام اور تصوف نیز فلسفہ وغیرہ پر بیس سے زیادہ تصانیف آپ کی یادگار ہیں۔

کتابیں: شمس العین، لیعبدون اور رسالہ منطق وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ عربی فارسی، اردو اور ہندی میں دیوان بھی آپ نے چھوڑے۔ آپ کے کلام کا مجموعہ بارہا چھپ چھپ کر مقبول ہو چکا ہے۔

وفات: ۶ رجمادی الثانی ۱۲۵۰ھ/ ۱۸۳۴ء

تاثرات بابت کلام شاہ نیاز

پیش کردہ ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی

۱- جناب معین فریدی

"بلند ترین فلسفہ، سہل وسلیس انداز بیان اور رنگین ترین تغزل کا بہترین امتزاج آپ کے کلام میں پایا جاتا ہے۔"

(مجلہ میکش اکبر آبادی، آگرہ ص۹۲)

۲- جناب شفیق بریلوی، کراچی

"اہل اللہ کی محفلوں میں جو آگ حضرت نیاز بے نیاز کے اشعار لگا دیا کرتے ہیں اس کا لطف صرف وہی قلوب اٹھا سکتے ہیں جو سوز عشق سے لذت اندوز ہونے کی طلب وصلاحیت رکھتے ہیں اور جو قبول خاص دیوان شاہ بے نیاز کو خاصان فقر وعرفان میں حاصل رہا ہے اور رہے گا۔ اسے معراج شاعری کے علاوہ اور کسی نام سے نہیں پکارا جا سکتا ہے۔"

۳- ڈاکٹر طلحہ رضوی برق پٹنہ

"آپ کا کلام توحید وتصوف کے حقائق اور رموز سلوک کا خزانہ ہے۔"

(اردو کی نعتیہ شاعری ص۴۴)

۴- ڈاکٹر ریاض مجید فیصل آباد

"اردو نعت کے فروغ میں ان کی صوفیانہ شاعری اور عشق رسول کا بھی عمل دخل ہے۔"

(اردو میں نعت گوئی ص۳۳)

۵ جناب حکیم سید سلطان احمد نیازی، "حضور قبلہ کا شعر سوز وگداز قلبی کا آئینہ دار رہے۔"

ایک تاثر

ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی
۱۰۴ر جسولی، بریلی شریف

عالم اسلام کے مشاہیر علماء وصوفیاء میں ایک ممتاز حیثیت رکھنے والی شخصیت قطب عالم، مدار اعظم، نیاز بے نیاز مظہر غوث اعظم حضرت علامہ مولانا سید شاہ نیاز احمد نیاز بریلوی نور اللہ مرقدہٗ (ولادت: ۱۱۵۵ھ/۱۷۴۲ء وصال ۱۲۵۰ھ/۱۸۳۴ء) سے کون واقف نہیں، علم وفضل، تصوف وطریقت ولایت وکرامت اور شعر وادب کے جہان میں ان کا نام نامی اسم گرامی اسی طرح مہک رہا ہے جس طرح چمن میں تازہ گلاب۔ مختلف نقلی اور عقلی علوم فنون کے باوصف شعر وادب کے کائنات میں تقدیس وتطہیر، خلوص وسادگی اور جذبہ کے التہاب و ارتعاش کی جو روشنی آپ نے بکھیری ہے اس سے آج تک شاعری کی محبت کا شبستان منور ہے۔ حضرت قبلہ شاہ نیاز صاحب عربی، فارسی، اردو اور ہندی زبانوں پر بیک وقت عبور رکھتے تھے اور ان چاروں زبانوں میں آپ نے اشعار کہے ہیں بلکہ زبان کے وسیلے سے محبت الٰہی اور عشق رسالت پناہی اور انہیں محبتوں اور رحمت اللعالمین کے حوالے سے انسان اور انسانیت سے محبت کا پیغام دیا ہے۔ ان کی شاعری ان کی آپ بیتی ہے۔ واردات قلب کا حسین اظہار ہے اور محبت کا ایسا وجد آفریں نغمہ اور ترانہ ہے جسے سن کر انسانی ذہن کے دریچے بہار ابد کی جانفزا ہواؤں

کے لئے وا ہو جاتے ہیں اور وجود انسانی کا ذرہ ذرہ سحاب سرمدی کی سرشاریوں میں گم ہو جاتا ہے ــ اردو شاعری، اردو کی تقدیس اور نعتیہ شاعری یا اردو شاعری میں صوفیاء کرام کے کردار سے متعلق کوئی بھی تاریخ و تذکرہ ہو ہر جگہ حضرت شاہ صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان کا نام اپنی آن بان کے ساتھ چمکتا دمکتا نظر آتا ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر ریاض مجید لکھتے ہیں ــ "ان کا نعتیہ کلام زیادہ تر فارسی میں ہے۔ اردو نعت کے فروغ و ترویج میں ان کی صوفیانہ شاعری اور عشق رسول کا بھی عمل دخل ہے" (اردو میں نعت گوئی صـ۳۳) ــ شاہ صاحب قبلہ کا عربی کلام بڑی ہی گرانقدری کا حامل ہے اور اس کا علمی مقام بہت ہی رفیع تر ہے۔ آپ کا فارسی کلام ـ جمالستان کی تمام سرمستیوں اور انگڑائیوں سے پر وحدت الوجود کا والہانہ زمزمہ ہے ہر ہر لفظ جلترنگ کی طرح بجتا ہوا سینہ میں نور محبت بھرتا ہوا انسان کو کسی اور ہی عالم میں لیجاتا ہے۔

بقول پروفیسر طلحہ رضوی برق :ـ "آپ کا کلام توحید و تصوف اور رموزِ سلوک کا خزانہ ہے" (اردو کی نعتیہ شاعری ص ۴۴) قبلہ شاہ صاحب قدس سرہٗ العزیز کے اردو کلام میں منقبتیہ عناصر خوب ہیں ـ آپ کی ہندی شاعری بھی پریم کا مدھر گیت ہے ـ

ہر مورت میں نیاز کو جانو ایسی مت بورانی :: پیت کی ریت کہا ہو وت ہے سانچ کہو گر گیانی

من موہن جب چھب دکھلائی سرسو پھولی آنکھوں میں
پریم کی زردی مکھ پر چھائی سرسوں پھولی آنکھوں میں

دیوان فارسی



بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

مُناجات حضرت نیاز قدس سرہٗ

الٰہی بحقِ نبیؐ انام !! علیہ الصّلوٰۃ و علیہ السّلام
بحقِ امام علی مرتضیٰؑ ! وصیِ نبیؐ و ولیِ خدا !
بحقِ بتولِؓ کہ زہراؓ است او نساءِ جہاں را ولیست آبرو
بحقِ امامِ حسنؑ مجتبیٰ ! جگر گوشہ شاہ مشکل کشا !!
بحقِ امامِ شہیداں حسینؑ ! شہادت از و یافتہ زیب و زین
بحقِ امامِ شہِ دین و داد ! کہ نامش علیؓ ہست و زین العبادؒ

بحقِ امامِ کہ باقرؓ خطاب! شنیدم اورا از روی کتاب
بحقِ امام کہ اُو جعفرؓ ست بصدق و صفا خلق را رہبرست
بحق امامِ کہ موسیٰؓ ست نام از و یافتہ شرع و دیں انتظام
بحقِ امام علیؑ رضاؓ لقب ضامن و ثامن آمد ورا
بحقِ امامِ محمد تقیؓ!! کہ دین نبیؐ شد از و منجلی!
بحقِ امامِ نقیؓ رہنما! شفیعِ خلایق بروز جزا
بحقِ امام حسن عسکریؓ! کہ سوئے حقیقت کند رہبری
بحقِ امامِ کہ مہدیؓ ست آں! جہاں منتظر کے شود اُو عیاں
بحقِ ہمہ ذُرّیاتِ رسولؐ کہ ہستند شاں جملہ اہل قبول!
بحقِ محبان و اشیاع شاں بحقِ غلامانِ و اتباع شاں!
بحقِ بنائے کہ بیت الحرم بود نام او کعبۃ اللہ ہم!
بحقِ ملائک کہ بر انقیاد کمر بستہ انداز سر اعتقاد
بحقِ صحائف کہ بر انبیاء و بتعلیمِ خلق آمدہ از سما
بحقِ ہمہ اولیاءؓ انبیاء کہ بودند شاں خاصگانِ خدا
بحقِ کسانے کہ با مصطفےٰ شہادت گرفتند اندر غزا

بحقِ کسانیکہ با مرتضےٰؓ رفاقت نمودند اندر وغا
بحقِ شہیدانِؓ دشتِ بلا کہ دادند جاں در رضایِ خدا
بحقِ شہنشاہِ دیں غوثؓ پاک نوازندہ از سمک تا سماک
بحقِ شہنشاہِ ایں بارگاہ کہ ہر فرد فرست عالم پناہ
بحقِ کسانیکہ دیوانہ اند بشمعِ جمالِ تو پروانہ اند
بحقِ حریفانِ رندانہ وش کہ از جامِ عشقت شدہ بادہ کش
بحقِ قلندر وشاں خاکسار کہ دارند از سلطنت ننگ و عار
بحقِ مشائخ کہ در راہ دیں! نجومُ الہدیٰ اند و شمس الیقیں
بحقِ کسانے کہ در علم و فضل بترویج دیں عمر کردند بذل!
بحقِ کریمانِ دینِ متیں کہ ہستند دیں را نصیر و معیں!
بحقِ ضعیفانِ پیرانہ سال کہ دارند در پارسائی کمال!
بحقِ جوانانِ اہل صلاح علیہم تفتّحتْ باب الفلاح!!
بحقِ ہمہ مومنانِ جہاں! کہ بر دین و ایماں شدہ مرگ شاں
گناہانِ ما را بہ بخش ای کریم کہ انّی لئیمٌ و انت الکریم
بہر مشکلاتے کہ داریم ما بفضلِ خود آساں بکن ای خدا

رہانیدہ کشتیٔ نوحؑ را
ز آفاتِ طوفانِ عالم رُبا

بگردابِ آفات اُفتادہ ایم
بناشی اگر ناخدا چوں رحیم

صرفنا اللیالی وایامہا!
من العمر بالمعصیۃ والہوا!

نگاہے بما اے خدا بر فگن
لقد انقضی العُمر طال الحزن!

ز تلبیسِ ابلیس ناچارہ ایم
بہ تبعیتِ نفسِ امّارہ ایم

نجاتیم دہ اے خدا ازیں بلا
بکن دور ایں نفسِ و شیطانِ ما

مراداتِ یارانِ ایں انجمن!
برآور بہ لطفِ خود ای ذوالمنن

بہر احتیاجے کہ دارند پیش
روا کن خدایا باحسانِ خویش

برار بابِ ایماں کشا بابِ رزق
کہ مفلس نمانند ایشاں بصدق

شفا دہ مریضانِ اسلام را
برایشاں کشا بابِ انعام را

بکن از سرِ دینداراں ادا
تمامی فرائض بلطف و عطا

نگہدار برحالِ اہلِ سفر
کہ در رہ نیابند نقص و ضرر

کسانیکہ محزون و افسردہ اند
بحُبِّ علی نیز غم خوردہ اند

ترحّم علیہم رؤف العباد
اَجِرہُم مِنَ النَّار یوم التناد

کسانیکہ کردند خود را خراب
بغمہائے آلِ رسالت مآب

تفضّل علی حالہم یا کریم
باحسانک المستمر القدیم

بدہ مومناں را تو فتح و ظفر
بکن کافراں را ذلیل و بتر

علاماتِ کفر از جہاں دُور کن
ہمہ کافراں را تو مقہور کن!

بدینِ نبی رونقے دہ تمام
کہ بر شرع قائم شود خاص و عام

بدہ حاکماں را تو توفیقِ خیر
کز ایشاں بیابد ضرر یار و غیر

تفضّل علی جملۃ المومنین!
لئلا یکونوا من الضّالین!

خصوصاً بحالِ منِ زار دین
کہ جز تو نخواہم بدنیا و دیں

رہائی مرا دہ ز چنگِ بلا
بلائی کہ برپاست بر ما ز ما

بدہ قوتِ دل ز دینِ خودم
قوی سینہ کُن از یقینِ خودم

ز نورِ ہدایت چراغم فروز
شبِ تارِ ما را بکن ہمچو روز

منم در جہاں پُر گنہ عیب کوش
ہمہ عیبِ من پوش ای عیب پوش

وضیّعت عمرے بطول الامل
وکُنتُ مُصِرّاً بسوءِ العمل

کہوں و ظلوم و جہول چناں
کہ گویند بنیدگاں الاماں!

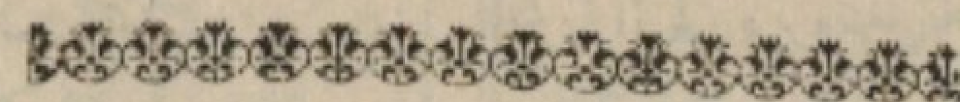
بسا گمرہاں از تو رہ یافتند
بُریدند از خود بتو ساختند

چہ باشد مرا ہم کنی رہبری
کہ گردم زہر عیب و نقصاں بری

بدر خسر قنازورو مکرو فریب | کہ بر فقر کے بخشد ایں جامہ زیب
لسانی مع القلب فی الاعتراف | بسوء الخصال و بالاعتناف!
بقید تن و بند جسمم اسیر | منم پائے در گل توئی دستگیر
توئی داور داد فریاد رس | توئی بیکس زور رازور و کس
توئی شاہد بزم کون و مکاں | توئی نور بخش زمین و زماں
منم بندۂ پُر گنہ شرمسار! | توئی آفرینندۂ آمرزگار
فانُ لم تکن لی شفیقٌ رفیق | اکن فی محیط البلایا غریق
منم ماہی قلزم بے کراں! | کہ اُفتادہ ام در سراب جہاں
بخش کہ ہمہ عمر سر کردہ ام | در امواج خاکی بسر بُردہ ام
ببر سوی بحر خودم زیں سراب | کہ از پای تا سر شوم غرق آب
در معرفت بر دل من کشای | کہ ناید نظر جز تو از ماسوای
وہب من لدنک الضمیر المنیر | فانک علیٰ کل شئے قدیر
بگیر از من و ما من و مائیم! | کہ انیست گبری و ترسائیم!
خطے بر گناہ وجودم بکش | خلاصم بفرما ازیں کش مکش
شراب محبت بنوشاں مرا | جدا ساز از اہل ہوشاں مرا

ندانم کہ من کیستم خلق کو | بجز تو ندارم بکس گفتگو
خبر دہ الٰہی مرا زاں مقام | کہ بی صوت میروید آنجا کلام
ز دنیا و دنیم ہمنیست بس | نمن دانم و نے مرا ہیچکس
تجلّی دہ ای شعلۂ نور من | بسوزاں بیک جلوۂ طور من
ز خود بیخودم ساز ای ذوالجلال | فراموشیم دہ ز ہر قیل و قال
بدہ تاب ای نور جاں بالعجل | ازاں پیشتر کہ بیاید اجل!
سحابِ نمود مراد و رکن! | تنم راز نورت پُر از نور کن!
نماند مرا اسم و رسم و اثر | ندارد کسے از نشانم خبر
تو باشی ہمیشہ بملک وجود | شہنشاہ و سلطانِ تختِ شہود
بعجز و نیاز من ای بے نیاز | تلطّف بفرما و با من بساز

فطوبی لمن قلبہ المستنیر!
بنور الالٰہ العلیم الخبیر!



بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم

غزلیات

ای غنی ذاتِ تو از اقرار و از انکارِ ما
بے نیاز از ما و از پیدائی و اظہارِ ما

نی بہارت ہستیٔ مانی خزانت نیستی
ای بہارت بی تعلق از گل و از خارِ ما

کنز مخفی بود اندر غیب مطلق ذات تو
نامِ ما آنجا کجا بود و کجا آثارِ ما

رنگ بیرنگیست اصل رنگہای رنگ رنگ
نور بیرنگی بہ از نیرنگیٔ انوارِ ما

ہستیت خود بحر مواجیست ناپیدا کنار
قطرہ باشد یا نمی زاں بحر ایں انہارِ ما

ما کہ باشیم از خودی در حضرتت دم برزنیم
ای کم از کم رو برویت اینہمہ بسیارِ ما

عین ہستی خود توئی پس از تو چوں منکر شویم
حجت ہستی تست ایں ہستی انکارِ ما

کی رسد شاہین فکر اندر ہوای اوج تو
بے پر و بالست آنجا طائرِ طیارِ ما

انچہ رو دستِ نگہ تا پایۂ کنہت رسد
تاب دیدارت ندارد دیدۂ ابصارِ ما

کی رسائی یابد اندر حضرتِ تو چون و چند
گرچہ زینہار و نقست و گرمی بازارِ ما

فرض کردم کہ حجابِ نور و ظلمت دور شد
در حریم قدسِ تو ممکن نباشد بارِ ما

خارج از عقل و قیاس و فہم جملہ خاص و عام
دور از حد یکہ باشد حیطۂ افکارِ ما

نی یکی گنجد در آنجا نِ دوئی گفتن روا
بسکہ ہست عالی ز اطلاقِ کم و بسیارِ ما

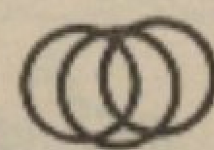
نسبت تنزیہہ و تشبیہش نمودن نارَسَت
کی سزد این قیدہا در ذات تحیت یارِ ما

اعتبارات و اضافاتیکہ آید بر زبان
نیست در ہستی سازج کو بود دلدارِ ما

عین ادراک است عاجز ماندن از ادراکِ او
کار با عجز ست آخر کار در سرکارِ ما

حیرت اندر حیرت آمد حیرت اندر حیرتست
ہست با حیرت ز سرتا پای کاروبارِ ما

گنگ میگردد زبانِ اہل عرفان زین مقام
ما عرفنا گفت اینجا سید ابرارِ ما



دادہ ام از ذاتِ احدیت نشانت ای نیار
چشمِ دل بکشا و بنگر معنی اشعارِ ما



ای نہاں در کنجِ غیب از دیدۂ ابصارِ ما
نیست جز تو کس عیاں در کوچہ و بازارِ ما

خود نقابِ روی او مائیم دیگر ہیچ نیست
گر بر اندازد ز رویش گم شود آثارِ ما

گو ہفتاد و دو ملت جام وحدت در دہد
دور گردد اختلاف و ایں ہمہ تکرارِ ما

در مقامی کو نماید روی خود بے پردهٔ / کی بماند دین و کفر و سبحه و زنارِ ما

بر لب جوی جہاں باساز و برگی تازهٔ / ہر زباں آید خراماں سرو خوش رفتارِ ما

چشم ما را یک نگہ بر نرگس مستش فتاد / بیخود و دیوانہ شد فرزانہ و ہشیارِ ما

چوں بگوش آمد صدای نغمہ قولِ الست / میزند بانگِ بلیٰ ہر ریشہ و ہر تارِ ما

در شناسائی چساں آید رُخ زیبائی اُو / تاب دیگر میدہد ہر لحظ بر انظارِ ما

روی خود دیگر وست گو بینیم اُو را صد ہزار / موجبِ کثرت بود آئینہٴ بسیارِ ما

رای و مرآت و مرئی جملگی یکذاتِ اوست / عقل حیرانست در صنعت گری یارِ ما

خود توئی ناظر توئی منظور ای جانِ جہاں / پس چرا باشی نہاں از دیدهٔ نظارِ ما

ہستیت مار لیست بر گنج جمالش ای نیاز
گنج می آید بدست ار کشتہ گردد مارِ ما

خود تجلّی کرد بر خود آں بُتِ عیّارِ ما / شاہد روی خود آمد یار گلرخسارِ ما

مقتضای حُسن باشد جلوه گر بودن بخود / مہر و مہ در آئینہ بیں شاہدِ گفتارِ ما

یارب آں رو نور تابانست یا افسون و سحر / از طلسم جادوش دیوانہ شد ہشیارِ ما

موی اُو گیسوئے مشکینست یا دکانِ عطر / شد پُر از بوئے دلاویزش سرِ عطّارِ ما

حُسن خود نگذاشت تا بینید بسوئے ماسوا / تا بیاید سوی ما آں یار خوش رفتارِ ما

بسکہ مجمل یگ نگاہی سوی ما ہم کرده بود / گو باشتنا نکرده رو باستحضارِ ما

مختفی در ذاتِ اُو بودیم چوں روغن بشیر / سِرّ خود میدید و آمد بر سرِ اسرارِ ما

در ازل چوں برق بگذشت از رہ ملکِ ظہور / دید بالاجمال نقد و جنس ایں بازارِ ما

بود شاخ و برگ و گل در تخم ذاتش مُندمج / در تماشای خودش شد سیر ایں گلزارِ ما

بے تعیّن بود کنز مختفی اندر گنج غیب / در تعیّن آمد آں گنجینہٴ اسرارِ ما

جلوهٔ نوری نمود و نورِ احمدؐ نام ساخت / پس بود احمدؐ احد از روئے ایں گفتارِ ما

از تعیّن اوّل و وحدت بیانے کرده ام
ای نیاز آور بگوش ایں گوہر شہوارِ ما

بہ بستانِ تجمل گلعذارے کرده ام پیدا / سراپا دلکشے رنگیں نگارے کرده ام پیدا

قیامت قامتی بالا بلای آفتِ جانے / بُتے غارت گر دین سحر کارے کرده ام پیدا

نگاریں کافرے زاہد فریبے عشوه پردازے / عجائب دلربائے طرفہ یارے کرده ام پیدا

جوانے نکتہ دانے طبع موزونے سخن سنجے / سر دیوان حُسنے خوش شعارے کرده ام پیدا

بیا جاناں تماشا کن چراغانِ تنِ سوزاں / بداغستان دل رنگیں بہارے کرده ام پیدا

جگر آتش دل آتش سینہ آتش دیدہا آتش / بائیں ہر چہار آتش کاروبارے کرده ام پیدا

گذار کاروانِ لختِ دل از سینہ می جستم / رہش از دیده خونبار بارے کرده ام پیدا

دل وجاں راعزیز از بہرِ آں دارم کہ اینہا را
بگردِ روی جانان جاں نثارے کردہ ام پیدا

سروسامانم از عجز و نیاز و بیخودی خوابیست
بزورِ ناتوانی حال زارے کردہ ام پیدا

بملکِ ہستی خود شہر یارے کردہ ام پیدا
درونِ گردِ تن من شہسوارے کردہ ام پیدا

برافگندم نقاب[1] از رُخ رہا کردم تعیّن را
بزورِ بیخودی یک اختیارے کردہ ام پیدا

بلغزش بودم از زیرِ پائی پایِ تن خاکی
زبی پایئش پای استوارے کردہ ام پیدا

زدم صد چاک بر کوہِ الم از تیشۂ محنت
بہ تنہائی نشینی طرفہ غارے کردہ ام پیدا

بمعیارِ ریاضت نقدِ ہمت رانکو دیدہ
پسندِ خاطرِ دلہا عیارے کردہ ام پیدا

پُر از دُرہائے شہوارست دامانم بحمد اللہ
چنیں دولت ز چشمِ اشکبارے کردہ ام پیدا

بصید ماسوا شاہینِ ہمت کی فرو آرم
باوجِ قدس بہرِ او شکارے کردہ ام پیدا

مکان در لامکان دارم نشانم بی نشانیہاست
بروں از چرخِ دائر من دیارے کردہ ام پیدا

شناور ماندم اندر بحرِ جست و جوی یک عمری
رسیدستم بخود بارے کنارے کردہ ام پیدا

شنا کردن درونِ بحرِ بیحد سخت مشکل بود
ببازوئے نیاز و عجز کارے کردہ ام پیدا

[1] نقاب از خود

امشب آنست کہ زد حلقہ جہاں بردرِ ما
نیّرِ نورِ خدا کرد طلوع از برِ ما

در شبستانِ جہاں بر نمطِ شمعِ سحر
بے فروغست مہِ چاردہ با اخترِ ما

چکد از ابرِ مجازم رُشحاتِ تحقیق
قلزمِ دید حقیقت شدہ چشمِ ترِ ما

زاہدا جامِ طہور از پیِ فردا بردار
جرعہ نوش کن این دم ز مئے ساغرِ ما

نظرِ حضرتِ عشق ست بسوی فقرا
کہ نہاد افسرِ شاہی جہانِ برسرِ ما

اوج گیرائیِ ما بین کہ فضائے ملکوت
جملہ در سایہ شد اندر تہِ بال و پرِ ما

فکرِ ہر کس نرسد مغزِ سخن را اے دل
نگہِ شیشہ گران کو و کجا گوہرِ ما

تا نیاز از خودیِ خود نرہی سوزاں باش
ہمچو اسپند بآتشکدۂ مجمرِ ما

دی پای بندِ دینِ مجازی بُدیم ما
انیدم قدم بکفرِ حقیقی زدیم ما

اسلام را گذاشتہ در عشق آں صنم
مسجد خراب کردہ بدیر آمدیم ما

از تابہای اشعۂ حُسن و جمالِ یار
از پایِ تا بسر ہمہ آتش شدیم ما

صد شیشۂ توہّم کثرت شکستہ ایم
تا گشتہ در معارفِ حق اوحدیم ما

ذات و صفاتِ ما ہمہ منسوب سوی اوست
از ہر جہت بہرِ جہتش مسندیم ما

پیداست سرِّ عشق ز بطن بطون من
از بہرِ طفلِ معرفتش والدیم ما

بیباک گشته ایم زشور جهاں نیاز
دست از خودی فشانده زخود بیخودیم ما

دینِ مغاں گرفته وخوش کافریم ما | مستیم ومیکشیم زخود مُدبریم ما !!
از فرقهای تفرقه بس منکریم ما | با جمع اہل جمع موافق تریم ما
دانا گشیم و دشمن عقلیم بالیقیں | گردن زنِ تن ودل وجاں پروریم ما
رندیم وبیخودیم وزخود آشنانه ایم | وزخطر ہای وہم صفا خاطریم ما
از جلوه ہائے حُسن بچشمِ نگاهِ دل | درسخت حیرتیم وبلا ششدریم ما
از تابشِ شعاعِ جمالِ وجلالِ یار | آتش گرفته از کفِ پا تا سریم ما

باکے زپُرسرانِ خیالم نیاز نیست
جاں رابکف نہاده خوش بسیریم ما

بمرآتِ جہان بنمود جاناں روئے زیبارا | برنگِ دیگر وشانِ دگر ہر پیر وبرنا را
انیسِ اہلِ ایماں ہم شد وہم یار بیدیناں | بنائے کعبه راہم ساخت ہم دیر وکلیسا را
بر پشتِ پارسایاں بار تقوی بر نہاد است او | بجانِ میکشاں انداخت مہر جام وصہبا را
بنورِ آفتاب روئے او ہر ذرّه تابانست | نه تنہا ماه کنعانیکه بنموده زلیخا را
بقومی فقر فخری خاکساری کرده ارزانے | بجمعی تاج فغفوری وجاه وحشمت دارا

بهر ملکے دگر راہی ورسمی دیگرے دارد | بهر طرفے معین ساخته افواج اسمارا

نیاز از فیضِ جود اوست پر معمورهٔ عالم
که از تحت الثریٰ بنواخت تا فوق الثریا را

الا یا ایُہا الساقی بنوشاں جامِ می ملا | که نشناسم زحد ہوشی سراز پا وز سراپا را
سراپا بیخودم گرداں زقیدِ ہستیم بر ہاں | چه دربندِ خودی خودیافتم جمله بلاہا را
بلای بندِ ہستی سخت عقدِ مشکلے دارد | که مشکل مینماید حلِّ او ہر پیر وبرنا را
درین مشکل کشائی بازوئے حکمت چه کارآید | نمی بینم توانائیش الّا جامِ صہبا را
بیاه وجلوه گر شو بر دلم ای راحت جانم | دگر مپسند برمن وعدهٔ امروز فردا را
سر ودل بملکِ تن مہیّا دارم ولیکن | گزیرے نیست گر ناید پسند آں شاه زیبارا
بیروایم چه پروائیست آنکس راکه بی پرواست | نه بارم در جنابِ اوست نه بارست پروا را
نہادی داغ اندر سینهٔ مہتاب شب افروز | برافگندی زعارض چوں نقابِ زلف دوتا را
چه بےخبر لیت یارب دیں چه بیتابی که من دارم | مبادا این حالتم ہرگز بقسمت گبر وترسا را
بشبہای فراقِ تو ودر روزانِ مہجوری | اگر بنید مرا صد پاره گردد سینهٔ خارا

نیاز وانکسار وعجز ومن از حد گذر کرده
بده یک ذرّه بارے بدرگاه خودم مارا

بیا ای ساقی زیبا و پُر کن جام صہبارا
پیالی دہ بما و بیخبر گردان ز ما ما را !

جمالِ حُسنِ روی خود بمشتاقان خود بنما
برافگن از رخ و عارض نقاب زلف دوتا را

گدا و بینوایم بیسر و برگیست سامانم
نخواہم ملکِ اسکندر نہ جاہ و حشمت دارا

غمِ ہجران مرا کشت و قیامت بر سرم آورد
بیا بنگر بحال ما و بنشان فتنہ برپا را

شب انگور آمد اندر چشمِ من در حال مخموری
بجیبِ آسماں دیدیم چوں عقد ثریا را

بگوشم کے کند جا وعظ و پند واعظ و ناصح
کہ در مستان بنا شد قدر و عزت مرد دانا را

نیازا اندر طریقِ خاکساری خوشروان میباش !
شود دلدارت آخر نرم گو سختست چوں خارا

بس جامۂ خوں کشتۂ شمشیر جفا را
پیراہن سرخست لباسِ شہدا را

یک ناخنۂ دیدۂ چرخست مہِ نو
نظارگیِ ابروی خمدار شما را

اندر بغل آوردہ ام اینک دل بریاں
تا با سگِ کوی تو کنم پیش مدارا

گیسوست بروی تو و یا شب برخ روز
یا اسود زنگیست بہم ترک خطا را

مستِ مِی ناب تو بہوش آمدنی نیست
لَا یُخبرُ مَن کاسِکَ مَنْ کَانَ سُکارا

چون شمع سراپا بسر گریہ و آہم
مِنْ نارِکَ قَدْ صِرْتُ دُخانا و بُخارا

روزی تماشای رخش جوش زدم من
اَجرَیْتُ مِنَ العَیْنِ عُیُونا و بحارا

ہر قطرۂ اشکے کہ فرو ریختم از چشم
قَدْ کانَ مِنَ القَلْبِ ندا مَا وَ منارا

چو دید سرشکم شفقے گفت بیاراں
ہاں دور کنید این کسِ پُر مکر و دغارا

زین پیش کسی اشک بدین رنگ ندیدہ است
در مویدہ مگر از کفِ من رنگِ حنارا

یارب چہ کنم چارۂ خود ہیچ ندارم
این زندگی تلخ بمن نیست گوارا

رحمی بہ نیاز ای شہ بیداد و ستمگر
تا کے ندہی داد بفریاد گدارا !

ای دل بگیر دامنِ سُلطانِ اولیا
یعنی حسینؑ ابن علیؑ جانِ اولیا !

ذوقے دگر بجام شہادت از و رسید
شوقے دگر بمستی عرفانِ اولیا !

چوں صاحبِ مقام نبیؐ و علیؑ ست او !
ہم فخرِ انبیا شدہ ہم شانِ اولیا !

آئینہ جمالِ الٰہی ست صورتش
زائر و شدہ است قبلۂ ایمانِ اولیا !

تا کرد صرفِ حق سر و سامانِ ہستیش
گوئے سبق ربودہ ز میدانِ اولیا !

روئے نکوش مطلعِ صبح سعادتست
سیمای اوست شمع شبستانِ اولیا !

دارد نیاز حشرِ خود اُمید با حسینؑ
با اولیاست حشر محبانِ اولیا

عشقت آنست کز و نام و نشانم باقیست
گرچہ فانی شدہ ام ذکر و بیانم باقیست

گوہرِ ہستی من گرچہ حباب آسا ہست
ذاتِ حق کانِ من و بحر روانم باقیست

محفل ساغر و می مطرب و نی آخر گشت
مستی و وجدِ دل رقص کنانم باقیست

شعلۂ نورِ قدم بر دل طورم تابید
سوختم خاک شدم سوزشِ جانم باقیست

گر نماندیم درین دیرچہ باکیست نیاز
کز ازل تا بہ ابد جانِ جہانم باقیست

رفتم اندر تہ خاک اُنسِ بتانم باقیست
عشق جانم بر بود آفتِ جانم باقیست

سر و سامان وجودم شررِ عشق بسوخت
زیر خاکستر دل سوز نہانم باقیست

کاروانم ہمہ بگذشت ز میدانِ شہود
ہمچو نقشِ کفِ پا نام و نشانم باقیست

ہستیم جملہ خیالست بتمثالِ سراب
بایقین من نیم و وہم گمانم باقیست

طمع فاتحہ از خلق نداریم نیاز
عشق من در پس من فاتحہ خوانم باقیست

خیالِ دوست در دل آنچنانست
کہ عالم جملہ از چشم نہانست !

اگر خواہم کہ بینم خویشتن را !
ہمیں بینم کہ جانانم عیانست

ببیں در صورتم با چشمِ تحقیق
حقیقت را مجازم نزو بانست ے

وُجُود الکُلّ عِندِی فی خیالٍ
نمودِ ماسوا وہم و گمانست !!

بلای ہستیت این عالم آشوب
عدم شہریست کو دار الامانست !

اگر دانی کہ ہر شئی ہست لاشے
بدانِ کہ ہر مکان ہم لامکانست

ولا سرِ حقیقت کس نداند !
مگر صاحب دلے کو رمزدانست

باین و آں نشانِ او مجوئید !
کہ بیرون ذاتِ او از این دانست

نیاز این گفتگو از من مپندار
کہ نے گفتار نائے راز بانست

یار ما را ہر زبانِ نام و نشانے دیگرست
کُلَّ یومٍ صورتش در شکل و شانے دیگرست

در طلسمِ خلق بر گنج رخش گیسوئے او
ہر طرف مار سیاہے پاسبانے دیگرست

راہ او از طالب دنیائے دوں کے سر شود
طیِّ راہِ عشق کارِ کاروانے دیگرست

من نہ تنہا جانفشانی پیش جاناں کردہ ام
بر سرِ ہر تارِ مویش جانفشانے دیگرست

از اسیرانِ ہوائے حور جنت نیستم
بلبل عشقم مکانم آشیانے دیگرست

فارغ از سود و زیانِ دین و دنیا گشتہ ام
عاشق غمدیدہ را سود و زیانے دیگرست

دیدہ بر دیدارِ جانانست ما را دمبدم
سینہ ام مجروح ہر دم از نشانے دیگرست

بندۂ عشقم ندارم آرزوئے نام و ننگ
آرزوہائے چنیں کارِ کسانے دیگرست

مرغِ جانم کے فرود آید بہ بستانِ ارم
مرغزارِ مرغِ جانم بوستانے دیگرست

من جهانی غیر ازین هر دو جهان بگزیده‌ام | خارج از هر دو جهان ما را جهانی دیگرست
جسم و جانِ کاملان بنود مثالِ ناقصان | عاشقان و عارفان را جسم و جانے دیگرست
فیضیاب از بارگاهِ شیخ عبدالقادرم رض | زین جهت ما را براهِ فقر شانے دیگرست

سرِّ عشقش در بیانِ کس نیاید آنیاز
این چنین اسرار را شرح و بیانے دیگرست

دمی که صانعِ تقدیر طینتم بسرشت | سرشت خاکِ مرا با شرابِ صافی چشت
بلوحِ طالعِ هر کس نوشت کردارے | بسر نوشتِ من بنده نقشِ عشق نوشت
درونِ سینهٔ من ره بسوی خود آراست | نه راه کعبه روم نے کلیسا نه کنشت !
بنورِ آتشِ مهرش دلم فروزان شد | برنگِ لعل برآمد بسوختن انگشت ،
ز رنج و راحتِ ہستی گذشته در جائے | رسیده‌ام که در آنجا نه دوزخست و بهشت

نیاز را بمقامی که لطف فرمود !
برابرست دُرِ بے بہا بریزهٔ خشت

مبارک بادت اے دل گشت بینا دیدهٔ کورت
نمایان شد بهر سو صورتِ یارِ نکو صورت
عجب کیفیتے دارد نگاهِ نازِ مخمورست !

که در مستی و مدهوشی در آید جانِ مهجورت
قیامت غلغل و غوغاست در جوش و خروشِ تو
که یکسر گوشِ عالم پُر شد از ہائے و ہوئے شورت
برآید هر چه از دل بر زبان هان فاش گو اے دل
که هشیاران برائے بیهشی دارند معذورت !!
چو رفتی از میان بس خود خدا گشتی انا الحق زن
که شد پیوندِ جانِ جان و دل حالاتِ منصورت
جوابِ ربِّ ارنی لن ترانی نشنوی هرگز !
بعشقِ آتشین روئے شده سوزان تنِ طورت
نیاید در نگاهِ تو بجز آن حُسنِ بے رنگے
بهر جانب که بینی باشد آن دلدار منظورت
چو خورشیدِ حقیقت شد برون از مطلعِ جانت
مبدّل شد بروزِ روشنے شبهائے دیجورت !
شرابے خوردی از جامِ لبِ یارِ شکر خوارے
سلامت یافت از تلخیِ هجران جانِ رنجورت

نباشد گر عبادت خالصاً للّٰہ اے زاہد
بگو حاصل چہ باشد عاقبت زیں جنت و حورت

چہ تاب آرد حدوث تیرہ بر روئے بیاز دل
فروغے از قدم پیداست اندر مشعلِ نورت

رقصم از نغمۂ ترانۂ اوست
مستم از مئے مغانۂ اوست

شعلہ زن در متاعِ جان و دلم
آتشِ حسنِ صد زبانۂ اوست

مدّتِ ہستیش چہ میپرسی!!
کز ازل تا ابد زمانۂ اوست

آنکہ در دو جہاں نمی گنجد!!
در دلِ دردمند خانۂ اوست

شاخ و برگ و شگوفہ و گل و خار
جملہ روئیدگیِ دانۂ اوست

جز خدا نیست دیگرے موجود
من و تو حیلۂ و بہانۂ اوست

باطن و ظاہر اوّل و آخر!
قبلۂ جانم آستانۂ اوست

خلق و عالم ز ماہ تا ماہے
موجۂ بحرِ بیکرانۂ اوست!

صدفِ چشمِ دل کہ تابانست
اثرِ گوہرِ یگانۂ اوست!

روز و شب رشتۂ اُمید نیاز
بستہ ہمتِ شہانۂ اوست

حُسن روئے ہر پری و عکس حُسن روئے اوست
رنگ و بوئے گلشنِ خوبی ز رنگ بوئے اوست

ہر دل اندر ہر بدن در فکر جست و جوئے اوست
ہر زبان در ہر دہن در فکر گفت گوئے اوست

منزلِ ہر مشرب و مذہب سرائے کوئے اوست
انتہائے راہ ہفتاد و دو ملت سوئے اوست

در حریمِ کعبہ و دیر و کلیسا و کنشت
قبلۂ جانِ جہان طاقِ خمِ ابروئے اوست

بر لبِ ہر جوئبارے در گلستانِ وجود
رونق افزائے چمن سروِ قدِ دلجوئے اوست

فتنۂ و آشوبِ جان و شورشِ غوغائے دل
غلغل و شورِ دو عالم جملہ ہا و ہوئے اوست

بر نیازِ دوستان ازلی نیازی شکوہ نیست
زانکہ در خویشم سراپا راہ در ہم خوئے اوست

جانِ عالم در کمندِ حلقۂ گیسوئے اوست
عالمِ جانِ پائی بندِ پیچ و تابِ موئے اوست

شاہدِ اہلِ نظر حُسن و جمالِ روئے اوست
قبلۂ اربابِ دل طاقِ خمِ ابروئے اوست

آنکہ صیادِ غزالانِ دل و جان بودہ است
ناوک اندازِ نگاہِ دیدۂ جادوئے اوست

رہزنِ ایمان و دیں غارتگرِ صبر و شکیب
عشوہ و ناز و ادا و غمزۂ جادوی اوست

کے خوش آید در سرم بوی گلِ بُستانِ دہر
سالہا شد کین دماغم پُر مشام از بوئے اوست

بر دلم اے دوستاں از کفرِ عشقش شکوہ نیست
زانکہ او زنّار دار طرۂ ہندوئے اوست

عشقبازانِ حقیقت بی سرانند آئے اوست

چون سرِ اینہا ز چوگانش بجائے گوئے اوست

ذاتِ حق خورشید و ایں اعیانِ اورا اوست   تابشِ ذرات ما از عکس اشراقات اوست

از رخِ ہر ذرہ تابان نورِ خورشید ولیست   صورت اعیانِ عالم مظہر و مرآت اوست

ذاتِ خورشید ست فی الواقع بہر ذرہ محیط   در صفات و ذاتِ ایں پیدا و پنہاں ذات اوست

در سحابِ نیستی تابان ست برقِ ہستیش   ظلمت آبادِ عدم روشن ز ایماضات اوست

امتدادِ نقطۂ اش نقشِ جہان را نقش بست   دفترِ آفاق و انفس نسخۂ آیاتِ اوست!

ہم وجوب و ہم قدم ہم وصفِ امکان حدوث   در نگاہِ دیدۂ بینا ہمہ حالات اوست!

ملک بیچون و چون معمور از وہست ای نیاز
در مکان و لامکاں تعمیرِ عمرانات اوست

دل دستگیر حلقہ زلفِ دوتائے اوست   جاں پائے بندِ قیدِ کمند ہوائے اوست

حیرانیم ز حسنِ رخ دلربائے اوست   دیوانگیِ عقل سرم از بلائے اوست!

غارتگرِ قرارِ دل و رہزنِ شکیب   شوخی و ناز و غمزہ و طرز ادائے اوست

شور و فغان و نالہ و سوز و گداز و آہ   در دو تپش بجان و دلم از برائے اوست

از نسخۂ طبیب نباشد شفائے من   در دم ہر آنکہ داد علاجم لقائے اوست

در رشتۂ مرادِ من افتاد صد گرہ   چشمِ نگہ نباخن مشکل کشائے اوست

ناآشنائے عالم و بیگانہ جہانست   اندر جہاں کسیکہ دلش آشنائے اوست

سازد بزیرِ سایۂ خود شاہ دو جہاں!   آنکس کہ زیر سایۂ بالِ ہمائے اوست

چون بر نیاز جرم و وفائے تو ثابتست!
جور و جفا ہر انچہ بر و شد سزائے اوست

حُسنِ جہاں ز حُسنِ رُخِ دلربائے اوست   آب روانِ گلشنش از جو یہائے اوست

گہہ شاخ و گاہ برگ و گہے غنچہ گاہ گل   بالجملہ اینہمہ ہمہ نشود نمائے اوست!

ہر چند ذرّہ ذرّہ ز مہر ست کامیاب   تا ہم بگردش از پئے مہر و ہوائے اوست

مَنْ لَمْ يَسَعْهُ وُسْعَةُ الْأَرْضِ وَالسَّمَاءِ   بیت المقدسِ دلِ بے شرک جائے اوست

ایمانِ عالم از رُخِ نورانی ولیست   کفرِ جہان ز طرۂ زلفِ دوتائے اوست

باشد ز رفعِ قیدِ تعین ہموں خدا   آن کس کہ در احاطۂ قیدش سوائے اوست

چشمِ دل نیاز کہ تابان ست چون صدف
ز آبِ روشنی دُرِ بے بہائے اوست

کیسکہ سرِّ نہانست در علن ہمہ اوست   عروسِ خلوت و ہم شمعِ انجمن ہمہ اوست

بمصحفِ رُخِ خوبان ہمین نمود رقم   کہ خطّ و خال و رُخ و زلفِ پُر شکن ہمہ اوست

ز سرِّ عشق چو واقف شوی یقین دانی   کہ قیس و لیلی و شیرین و کوہکن ہمہ اوست

Restored by: Zulfikar Ali Niyazi, Mobile: +91 9903992110

نظر بعیب مکن در طیور باغِ وجود ! — که طوطیانِ چمن زاغ و ہم زغن ہمہ اوست

ہمیں صدائے بگوشم رساند بادِ صبا — کہ لالہ و گل و نسرین و نسترن ہمہ اوست !

شنیدہ ام ز صنمخانہ از زبانِ صنم — صنم پرست و صنم ہم صنم شکن ہمہ اوست

ز سازِ مطربِ پُرسوز این رسید بگوش — کہ چوب و تار و صدائے تنن تنن ہمہ اوست

شنید من ہمہ صدقست و دید من ہمہ حق — کہ گوشِ من ہمہ وہست و چشم من ہمہ اوست

چناں ز خویش بروں رفتم و دروں گشتم — کہ دید دیدہ جانم بجان و تن ہمہ اوست

اگر تو دفتر اسلام و کفر پارہ کنی ! — یقین شود بتو کیں شیخ و برہمن ہمہ اوست

اگر ز قیدِ تعیّن بروں شوی چو نیاز — نظر کنی کہ دریں زیر پیرہن ہمہ اوست

نیاز نیست کہ میگوید این کلام اینِدم
قسم بحق کہ درینوقت در سخن ہمہ اوست

اے دیدہ چہ اندر نظرت آمد رفت — کز دیدنِ او یک اثرت آمد رفت

دانم کہ خیالت بد ازانِ شعلۂ حُسن — چون برقِ درخشاں و بسرت آمد رفت

اے دل ز سرت رفت سرِ حُسن مجاز — صد شکر کہ ایں درد سرت آمد رفت

اے جانِ جہاں جان من زار و نزار — بر لب شد و بہر نظرت آمد رفت

این مردہ تنم بہر قدم بوسی تو — گردے شد و در رہگذرت آمد رفت

صد حیف ندیدست گہے روئے مراد — مشتاق تو چندان بدرت آمد رفت

از آمدنت در بر ما نیست یقین ! — صد بار بگوشم خبرت آمد رفت

ای بادِ صبا عرض کنش حال نیاز
باشد بجنابش اگر سرت آمد رفت

اے دیدہ ندیدی چہ برت آمد رفت — منظورِ تو اندر نظرت آمد رفت

از گردِ رہش سرمہ نکردی در چشم — حیفست چہ کحل البصرت آمد رفت

چون ابر سیاہست تنت بر تو حجاب — آن بدرِ منیرت بدرت آمد رفت

اے فکر نہ نازک و باریک خیال — ورنہ بسرت مو کمرت آمد رفت

اے دل مگرت نیست شناسائیِ یار — کاندر بر تو سیمبرت آمد رفت

اے سر بچہ وردی و چہ شوری و چہ وہم — کارام دہ درد سرت آمد رفت

دانم کہ نیازم بکشد سوئے تو یار
در کوچۂ من ماند اگر سرت آمد رفت

از عتابِ تو بجانم چہ بلا آمد رفت — وز جفائے تو چہا بر سرِ ما آمد رفت

بر لبم شور فغان و بدلم شورشِ عشق — نالۂ و آہ بہجرِ تو چہا آمد و رفت

بالیقین کرد ستم پیشہ ترا مہر رقیب — ورنہ صد بار خیالت آمد و رفت !

جز وفائے تو دلم ہیچ نکردست گناہ — کین جفا بر سر او از تو سزا آمد و رفت

لنگ شد پائے خیالم بشمار رہ نیافت — سالہا داشتہ در کوی شما آمد و رفت !

عرض کن قصۂ حالِ دل مفتون نیازؔ — پیش او گر بودت بادِ صبا آمد و رفت

دلا ربودنِ گوئی خدائی آسان نیست — بدونِ مرگ ازیں کو رہائی آسان نیست

بکوئے یار ز پا رفتنت نیابی راہ — اگر ز سر نہ کنی پارسائی آسان نیست

مجرد از من و تو شو گذر ز بندِ دوئی — کہ حق رسیدنِ ما و سمائی آسان نیست

نخست ترکِ ہوا گیر ورنہ اے دلِ خام — قدم نہادنِ تو در گدائی آسان نیست

بیا بصیقلِ توحید زنگ دل بزدائے — بتار آئینہ چہرہ نمائی آسان نیست !

وضو بخونِ جگر کن بحکمِ مفتیِ عشق ! — کہ از جنابتِ حدثت صفائی آسان نیست

تہی ز خویش چو نے شو ز پائی تا سرِ خود — وگرنہ بوسِ لبِ لعل نائی آسان نیست

بروں برآ تو خود راز درمیاں مشمار — بہیچ نوع دگر خود نمائی آسان نیست !

ہزار گونہ بدی مندرج بہ نیکیِ نفس — زکید و مکر و فریبش رہائی آسان نیست

بخاکِ نیستی اول بیا و پست بشو ! — کہ سربلندی و رفعِ لوائی آسان نیست

صفاتِ سمع و بصر علم راز یار بگیر ! — وگرنہ اے دلِ ناداں سپائی آساں نیست

بکش نیاز کنوں ماریستی خود را ! — جز ایں وسیلہ بگنجت رسائی آسان نیست

آنکہ بر درگہش نیاز من ست — شہسوار سمندِ ناز من ست !!

از ازل تا ابد بحسنِ قدیم — دیدہ واکردہ عشقباز من ست

آنکہ غارت نمود کشورِ دل ! — چشمِ خونخوارِ نیزہ باز من ست

زینۂ معینت صورتِ من ! — خود حقیقت نما مجاز من ست

گر انا الحق زنم بعید مداں — در حقم گفت حق کہ راز من ست !

زاہدا کن وضو بخونِ جگر !! — در سرت گر سرِ نماز من ست

درمیانِ جہانِ کہنہ و نو !! — جانِ محمود در ایاز من ست

از صفاتِ منست فقر و غنا ! — سوی خود باز چشمِ آز من ست

ہمچو نے شو تہی ز سر تا پا ! — گر خیالت بنے نواز من ست

آسمانِ بلند و پستِ زمیں ! — از نشیبِ من و فراز من ست ،

شمعِ روشن شدہ بنورِ دلم ! — سوزِ پروانہ از گداز من ست ،

حسن خود عاشقت و خود معشوق ! — بر در ناز خود نیاز من ست !

دیدہ بازیِ وہمیں دیدہ حیرانم سوخت
گرم نظّارہ چنانم کہ دل وجانم سوخت

جلوہ کردند بتاں در حرم کعبۂ دل!
چشم جادو نگہباں مُصحفِ ایمانم سوخت

شررِ آتشِ دل بود نہ اشکِ رنگین
کاستیں من وہم گوشۂ دانم سوخت

وائے ناکامیِ من از لب لعلت تا کے
حسرتِ تربلی از چشمۂ حیوانم سوخت!

آہ دودِ من جانسوز بروئے نرسید
آتشِ عشق چرا ہمچو سپندانم سوخت

غم بیتابیِ دل بود ہنوزم در پیش
کہ دگر جلوۂ تازت سروسامانم سوخت

شدّتِ مُحرقۂ عشق تو ہیچم نگذاشت
ہم سر در دم وہم خواہش درمانم سوخت

استخوان سوزیِ مارا سببے پیدا نیست
ہاں پے شیر دل انجملہ نیستانم سوخت!

خواستم گرمیِ حُسنِ تو بہ تحریر آرم
ہمہ تن شعلہ نمط خامۂ حسّانم سوخت

گر بجو شی بخموشی مکن ای شاہ نیاز!
سر بزانو شدنت جانِ غزل خوانم سوخت

مہر رویت نہ ہمیں دیدۂ حیرانم سوخت
گرمیِ شعلۂ حُسنِ تو دل وجانم سوخت

شمع ساں بر سر بزمت ہمہ عمرم میسوز
لیک یک لحظہ بہجرانِ تو نتوانم سوخت

نیست انصاف کہ بزم تو برافروزد شمع
مہر بروز بحضورت بہ اذاں دانم سوخت

دلِ مجموعِ من از غنچۂ لب بند خوشست
ہر زہ خندیدن گلہائیِ گلستانم سوخت

منکہ پروانہ نمط سوزی وسازی دارم
غلغل وشور سحرگاہیِ مرغانم سوخت

لالہ زارِ جگرم رشکِ بہارِ ارم ست
نو بہارِ عجبے صحنِ گلستانم سوخت

دفتر دعویِ تقدیس ملائک یکسر
شعلۂ آتش عشق دلِ انسانم سوخت

گذر قافلہا یک نفس آسودہ نداشت
غم آوارگیِ گرد بیابانم سوخت!

فلک افلاک بسیلاب سر شکم در چرخ
بود تا چشم سہیلت یم طوفانم سوخت

بلبلم در قفس و دور ز گلشن بہ بہار
در چمن نغمۂ مرغانِ خوش الحانم سوخت

کاروانم ہمہ بگذشت ومن و تنہائی!
غم داماندگی از قافلہ یارانم سوخت

داغِ برقست قرار دلِ بیتاب نیاز
جانِ بارانِ گہر چشم دُر افشانم سوخت

کافرِ عشق ز رسم و رہ ایماں برگشت
محو نظارۂ جاناں ز دل وجاں برگشت

بسکہ از چشمِ سیہ مست کسے سرستم
دلم از ذوقِ مے ساغرِ دوراں برگشت

میتواں از دو جہاں از دل وجاں برگشتن
مگر از عہد وفائی تو کہ نتواں برگشت

دوش از جلوۂ نازِ تو بہ صحنِ گلشن
بلبل از نالہ و در دگلِ خنداں برگشت

نظر اہل نظر منتج کشفست وشہود
صوفیِ صافیم از حجت وبرہاں برگشت

قیدِ مذہب سببِ سلبِ تجرّد تا دید
دلِ بے قید ز ہر گبر ومسلماں برگشت

هر کہ سودائے محبّت بسرِ زلفِ تو کرد
نقدِ جمعیتِ دل داد و پریشاں برگشت

نگہِ لطفِ تو گر سوئے نیاز آمد نیست!
روزے از رنج و غم و غصّہ تواں جاں برگشت

انچہ با بادہ کشاں ساغرِ صہبا میکرد
دورِ چشمِ تو بہ مخمورِ دلِ ما میکرد

تنِ حسنت کہ قضا و قدر انشا میکرد
کاش باحاشیۂ مہر محشّیٰ میکرد

جوشِ عشقت بسرم مستی صہبا میداد
دلِ صد آبلہ ام جلوۂ مینا میکرد

دیدہ میساخت بر جایِ خیالِ خالت
دل نادیدہ مقامش بسویدا میکرد

چشمِ نرگس بچمن راہ کہ میدید خُدا
گوشِ گل ایدنیہایِ کہ اِصغا میکرد

سحر از آمدنت غنچہ خبر داد کہ گلُ!
نظرِ لطف سویَ بلبلِ شیدا میکرد

صانعِ جز و کل ایں جوہرِ فردِ دہنت
کاش میساخت و ذنحش و بسخن وا میکرد

چرخ با اینہمہ بیمہری و بیدادگری
برسرِ کشتۂ جورِ تو چہ بیہا میکرد

دستِ بیدادِ تو میگشت جہاں زائکر
بازپامالیِ ہر کُشتہ کفِ پا میکرد

شد بفرمان کسے جان و دل وایمانم
کہ مدام از سرِ الطاف تقاضا میکرد

گر شود جلوہ گر اندر نظرش یار نیاز
یوسفِ مصر کند انچہ زلیخا میکرد!

دلِ ما انچہ ز اغیار تمنّا میکرد!!
شب در آئینہ خود صاف تماشا میکرد

بحریمِ حرم و دیر و کلیسا و کنشت
ہر کہ می جُست ترا وائی چہ بیجا میکرد

شیشہ بود دلم یا کہ طلسمِ حیرت
کہ تمثالِ پری جلوہ گر یہا میکرد

عین دریاست حبابم بنگاہِ تحقیق
ورنہ این قطرہ چرا شورشِ دریا میکرد

کمِ قدرم وافزونیِ جاہش باہم!
ہر یکے حکمتِ تکریر شنّا میکرد!

حاصلِ غیرتِ من بود پریشانیِ دل
ناخنِ شانۂ زلفت چو گرہ وا میکرد

در برم آبلۂ بود پُر از خوننا بے
محتسب بے سبب این شورشِ غوغا میکرد

دلِ من ہمچو سپندان بسرِ آتشِ عشق!
در حضورِ نظرش لب بدعا وا میکرد

لبِ میگون تو میساخت مرا مستِ الست
ساغرِ چشمِ تو سرمستی صہبا میکرد

قوتِ شاہِ نجف بیں کہ بیک نیم نگاہ
میکند انچہ بصد فکر مسیحا میکرد

اے نیاز اینہمہ اعجاز کسے میگویم
کہ حقش یاد بمزمّل و طٰہا میکرد!

ای کاشکے ز تلخیِ ہجرم رہا کنند
وز شربتِ وصال بدردم دوا کنند

از بندہ پروری و نوازش بعید نیست
شاہاں اگر نگاہ بسوئے گدا کنند!

آنانکہ زیر سایۂ مہرت مقام شانست
در دل چرا تخیّلِ بالِ ہما کنند

شوریدگانِ حُسنِ جمال و جلالِ یار — تسکینِ دل بملکِ دو عالم کجا کنند!
دیوانگانِ بادیہ پیمائے عشقِ او — ہفت آسماں بچشم زدن زیر پا کنند
آں چشمِ التفات کہ برحالِ دیگرانست — آیا بود کہ عشرِ عشیرشش بما کنند
برکشتگانِ چشم و اسیرانِ دامِ زلف — غوری براو ستادنگاہی حیا کنند!
مارا برو و برو دگران را بیا بیا! — بر ما جفا و جور برآنہا وفا کنند
در رشتۂ مرادِ من افتاد صد گرہ — با ناخنِ ثمرہ مگر این عقدہ وا کنند

جانان بسوئے اہل نیازت گذار کن
تا جان و دل نثار و فدائے شما کنند

دای برغاطیدہ درخون کہ قاتل بگذرد — او چناں ماند پتان دین ہچو غافل بگذرد
شستہ ام دستان خود از زندگی در بیدلی — کار بر جان می فتد چون نوبت از دل بگذرد
جز دمِ شمشیر و نوکِ تیر آں خونخوار کیست — محرمِ دردی کہ آن بر جانِ بسمل بگذرد
نوبتم در ناتوانی تا بایں حد سر کشید — آہ را ہم زورِ بازو نے کہ از دل بگذرد!
ہمچو طوفانست پیدا از سرشکِ اشکِ من — می نہ بینم کشتیم بر روئے ساحل بگذرد
عاشقانِ را غم عجب مونس بدست افتادہ است — غم اگر مونس نباشد سخت مشکل بگذرد
داشتم دل یادگارِ یار آنہم یار برد — کیست یار جانِ من یارب اگر دل بگذرد

در غمِ جاناں بیا با ما نشیں ای عندلیب — کین حیاتِ چند روزہ حال شامل بگذرد

اہل دل گویند مارا آفرین بادای نیاز
این نیازم گر بنازِ او مقابل بگذرد

گر شبے آن ماہ تابانے بہ محفل بگذرد — حیرتے بر شمع و بر پروانہ مشکل بگذرد
آنکہ او دل دارد از وی حالتِ بیدل پرس — دردِ بیدل را کسے داند کز و دل بگذرد
عاشقاں را سوئے جاناں عشقِ کامل رہبر است — عاشق از صادق بود منزل بمنزل بگذرد
آرزویم جز تماشائے جمالِ یار نیست — نیست امکاں اینکہ در دل وہمِ باطل بگذرد

فکرِ بہبودی عبث در خاطرت داری نیاز
کے تواند بہ شدن زخمیکہ از دل بگذرد

بسنت آمد و گلدستۂ بہار آورد — نشاط و خرمی آمادہ در کنار آورد
ترانہائے طرب نغمہائے جاں افزا — رباب و عود و دف و چنگ را بکار آورد
فزود مستی و جوش و خروش مستان را — ہوائے نشہ بہ شیخانِ ہوشیار آورد
جفاکشانِ خزاں را خوشی مبارکباد — بہار آمد و گلہا بشاخسار آورد
شگفت غنچۂ دل از ہوائے فصلِ بہار — نہالِ خاطرِ یخ بستہ برگ و بار آورد
رسید بادِ صبا سوئے بلبلِ مضطر! — قدومِ موسمِ گل گفت و در قرار آورد

Restored by: Zulfikar Ali Niyazi, Mobile: +91 9903992110

حضور خسروِ ہندوستاں نظام الدینؒ
نیاز جان و دل خویش را نثار آورد

صورتم پست است لیکن معنیِ دارم بلند   باطنم آزاد و مطلق ظاہرم در قید و بند
راہ حق سر کردن آسان نیست جز رفتن ز سر   اندرین رہ باید ای دل ہمت مشکل پسند
نیست جز ہستیِ حق پیدا و پنہان در وجود   چشمِ دل بکشا و بنگر بے حجاب ای ہوشمند!
باطن و ظاہر خود او ہست اوّل و آخر خود اوست   برتر از چند است و چوں ہم جلوہ گر در چون و چند
ہم خود او شیخ و برہمن ہم خود او دیر و حرم   ہم خود او خلد است و رضواں ہم خود او نار و گزند
ہم خود او مست و مے و میخانہ ہم ساقی خود اوست   ہم خود او ملا و واعظ گرم جوشِ وعظ و پند
ہم خود او معشوق و عاشق ہم خود او حسن است و عشق   ہم خود او معبود و عابد در نگاہِ ہوشمند
ہم خود او اندر تماشائے جمالِ خود بوجد   ہم خود اندر آتشِ عشق است سوزاں چوں سپند
ہم خود او مستغرقِ دریائے نیرنگیِ خویش   ہم خود آمد از سر انکار بر خود ریش خند!
ہم ز خود محجوب گشت و خود ز خود پنہاں شدہ   خود نقابِ خود شد و بر روئے خود خود را فگند
خویش را حق داں و حق بیں تا شوی حق عاقبت   طالبِ حق را نشان دادم ز راہِ حق پسند

نکتۂ تحقیق بشنو از نیاز بے نیاز!
کین ہمہ نقشِ دو عالم نیست الّا نقشبند

دارم اے عشق ز تو منت و احسانے چند   مشکلِ چند مرا کردہ آسانے چند
ہر کہ دلبندِ تو شد گشت ز ہر بند آزاد   خوار و ویراں شدہ در عہدِ تو زندانے چند
بگدائیِ درت شاہیِ عالم چہ کنی!   تاج بخشانِ جہانند گدایانے چند!
چشمِ دُر ریز مدامم بکجا ابر کجا!   آن ہمہ کانِ دُر این قطرۂ بارانے چند
فیضِ دریا دلیِ دیدۂ دُر بار نست   جیبِ قلزم شدہ پُر گوہرِ غلطانے چند
اثرِ حضرتِ عشق است کہ دارم در دل   لالہ زارے عجبے رشکِ گلستانے چند

غزلی شستہ دُر فتنہ دگرے گوے نیاز
کہ بخوانند و ستانید غزل خوانی چند

نیست تنہا بغمت نالہ و افغانے چند   دارم از سوز دروں بہر تو برہانے چند
می برآید شررے از بنِ ہر موئے تنم   تا فلک رفت سر شعلۂ نیرانے چند
اشک رنگینم از ان جائے بچشم دارد   کہ نثارِ سر تست این دُر و مرجانے چند
تا توائی بنظر غیر تو ناید در چشم   صفِ مژگانست مرا حاجب و دربانے چند
غمزہ و طرز و ادا عشوہ و ناز و شوخی   دلبری را چہ فراکردہ سامانے چند
نیست نرگس بمزارم کہ ز روئے حسرت   خاکم آورد برون دیدۂ حیرانے چند
غزلے تازہ دگر گو ہمچنین طرز نیاز   کہ بتنوند و برقصند سخندانے چند

نیست کہ در کوئی تو تنہا سر قربانے چند
فرش راحت ہمہ جا مردم انسانے چند

استخوانم شدہ از سوزِ درونِ خاکستر
شعلہ زد آتشِ عشقست بہ نیستانے چند

اثرِ الفتِ زُلفست پریشانیِ دل!
چوں پریشاں نشود یار پریشانے چند

نیست آئینہ برویت متحیّر تنہا
صف زدہ ہر طرفے دیدۂ حیرانے چند

فیض محبوبِ الٰہیست کہ در خطّۂ ہند
خسروانِ دو جہانند گدانے چند

نہ زنانست کہ جانم بہ نیازش برود
مید مد در تن من ہر نگہش جانے چند

امیر المومنین صدیق اکبرؓ
امام المسلمین صدیق اکبرؓ

رئیس العاشقین صدیق اکبرؓ
انیس العارفین صدیق اکبرؓ!

رفیقِ مصطفیٰ در غار تاریک
نبودہ غیر این صدیق اکبرؓ

نثار ماحضر بر مصطفےٰ کرد
برائے کار دیں صدیق اکبرؓ

مبیں اندر کمالات نبوّت!
ز اُمت بہتریں صدیق اکبرؓ

نبیؐ را داد حق تسکین بمعراج،
بآواز ہمیں صدیق اکبرؓ!

امام ہر کہ و مہ از صحابہؓ!
کہ شد ای دل جز این صدیق اکبر

باجماعِ صحابہؓ شد مقرّر!
نبیؐ را جانشیں صدیق اکبر!

نیاز از بہر آں مداحش آمد
کہ بودہ ست ایں چنیں صدیق اکبرؓ

ستمگرا سر نعشم گذر دریغ مدار
بناز کشتۂ خود یک نظر دریغ مدار

فسانہ الیست مطول تطاولِ زلفت
سماع مختصرے زاں دریغ مدار

گرفت آتشِ عشقم ز فرق تا بقدم
ز آب پاشیت ای چشم تر دریغ مدار

اگرچہ لطفِ جوابم اُمید نیست زیار
بلاغِ نامہ ام ای نامہ بر دریغ مدار

اگرچہ صید زبونم و لیکن ای صیاد
گرفتنم پے صیدِ دگر دریغ مدار

نمود بیخبر از خویشتن مرا خبرت
خبر ز حالِ من بیخبر دریغ مدار

بظلمتِ شب زلفت بغبغب افتادم
ز جلوۂ رخ رشکِ قمر دریغ مدار

بہارِ داغِ دلم رشکِ گلشنِ ارمست
پری رخا سرِ باغم گذر دریغ مدار

ہنوز قابلِ پیوند چاک جیبم نیست
ز دستگاری خود بخیہ گر دریغ مدار

شکیب و تاب و توان ہمرہِ دلم رفتست
تو نیز بے دل و جانم سفر دریغ مدار

نیاز داری اگر آرزوی دولتِ فقر
ز صرف ماحضرت تا بسر دریغ مدار

ارد دلِ دیوانہ ام سودایِ لیلائے دگر
مجنونِ طبع و چشم بگزید صحرائے دگر

در ہر نظر بنمایدم طرزِ دگر حُسن بتم ! ہر لحظہ بینم جلوۂ ہر دم تماشاے دگر
چون من ز سرتا پایِ خود صرفِ تمنائشِ شدم ہیچم نماندہ تا زنم حرفِ تمناے دگر
نارفتہ راہِ یکقدم طے مراحل کردہ ام نا دادہ جائے خود ز دست آسودہ ام جاے دگر
در ہر شکست در یختن مستحکمی شد حاصلم در ہر بر اُفتادن ز پا دریافتم پاے دگر

در حالتِ نزع نیاز ای یار جانبخشم بیا !
بہتر نباشد زین علاج ایندم مداوای دگر

میکند با من دلم ہر لحظہ اظہارے دگر از در دنم میزند سر ہر دم اسرارے دگر
بلبلِ دستان سرائے جانِ ما در ہر نوا میدہد ما را نشاں از سیرِ گلزارے دگر
مینماید ہر زمانم محرمِ اسرارِ غیب !! یارِ من با طرزِ نو در رنگِ گفتارے دگر
حُسن دیگر میشود در ہر نگاہم جلوہ گر میکند ہر دم تماشائے رُخِ یارے دگر
کے شوم قانع بمہرِ ماہرویانِ جہان چونکہ اینہا قطرہ اند از بحرِ زخّارے دگر
ربِّ ارنی میسراید موسئ ہر موئے من میدہد در ہر تجلّی جلوہ دیدارے دگر
چشمِ عالم بین چہ تاب آرد بخورشیدِ رُخش دیدن رویش بود مقدورِ ابصارے دگر
عشقبازانِ حقیقت راست از سر تا قدم راہ و رسمِ دیگر و اوضاع و اطوارے دگر
علمِ رسمی در کنار انداز و گیر از دل سبق نکتۂ عشقت کند حل بحث و تکرارے دگر

ہستم از صبحِ ازل در مستی و جوش و خروش خوردہ ام من جامِ مے از دستِ خمارے دگر

ای نیاز از جوش و مستی یکدمے فارغ نیم
نیست جز ہا ہو و شورم تا ابد کارے دگر

ہر چہ از سحر و فسوں اندر جہانِ می بینمش جادوِ چشمانِ فتّانِ بتاں می بینمش !
نیست پروائے دلم را غیر پروائے بتاں فارغ از سود و زبان دو جہاں می بینمش
جنۃ الماوایِ دل کوئے بتان دانستہ ام زان جہت مستغنی از خور و جناں می بینمش
در ازل شعلِ دلم مہرِ بتاں می بودہ است زین سبب روز و شب اندر کاراں می بینمش

طالبا برخیز و رو چوں سایہ ہمراہِ نیاز
زانکہ در راہِ حقیقت خوشروان می بینمش

انچہ او صبح ست از روئ بتان می بینمش وانچہ او شامست از موئ بتان می بینمش
ہر چہ از سحر و فسون آید پدید اندر جہان غمزۂ چشمان جادوی بتانِ می بینمش
دل بامیدے نگاہے دست بر دامن ازند در تہِ خاکِ رہ کوئِ بتاں می بینمش
جان بقالب تنگ گشت و تا لبانم آمدہ دل ہنوز اندر پئ جوئ بتاں می بینمش
آگہی کی باشدش از شور و غوغائے جہاں روز و شب در شور ہاہوی بتاں می بینمش
چوں نباشد این دماغم بد دماغ از بوی گل پُر دماغ از بوے گیسوئے بتاں می بینمش

نیتِ سجده بسوی کعبه چوں آرم بدل
سر نهاده سوی ابروی تبان می بینمش

دیر دادانم حرم در پای بت سر آرم
زانکه وجه الله خود روی تبان می بینمش

بُت پرستی کے گذارم ناصحا منعم مکن!
انچه میخوانیش حق سوی تبان می بینمش

زاهدا نام صنم گیر از ادب پیشِ نیاز
چونکه از قوم دعاگوی تبان می بینمش

آنکه بُد سرِّ نهاں نورِ عیاں می بینمش
هم ز عالم برتر و هم عین آں می بینمش!

در مقامِ ذات خود نام و نشاں چیزی نداشت
باز در اسم و صفت نام و نشاں می بینمش

رتبه اش عالیست از بودن دریں کون و مکاں
بوالعجب هستم که هم در هر مکاں می بینمش

در تماشای جهان چون دل نهاد از خلوتش
گرد گردِ ایں و آں خود ایں و آں می بینمش

گاه صاحب هوش و عاقل واعظِ عالم شود
گاه مُست اندر سرِ پیر مغاں می بینمش

گاه با ناز و ادایش شوخ و شنگ و دلربا
در لباسِ گلرخاں خوش نوجواں می بینمش

گاه بسمل نیمجاں مجروحِ شمشیر تباں
شکل زار عاشقاں بس ناتواں می بینمش

گرچه پوشد کسوتِ بسیار در رنگِ هزار
لیکه من اورا چو یک دانم هماں می بینمش

دل که بود اندر تنم پُر از نیاز درد و غم
گم شد اندر عشق بی نام و نشاں می بینمش

مست گشتیم از دو چشم ساقی پیمانه نوش
الفراق ای ننگ و ناموس الوداع ای عقل و هوش

شد تنم همرنگِ با جاں به تن همرنگ شد
می برد هر جا که خواهد جاں تن خانه بدوش

گفتمش ای جاں من همچاں دهم تن خود توئی
گفت فی الواقع ولی در ستر این اسرار کوش

نیست اندر اختیارم ضبطِ حالت چون کنم
می برآید از درونم میخروش و میخروش

دی بُدم من شیخ دیں و سُبحه خواں مسجد نشیں
هستم اکنوں بت پرست و کافرِ زنار پوش

زهد و تقوی در فگندم زیر پایِ آن صنم
مذهبم عشقست و رندی مشربم جوش و خروش

زاهدا بشنو خدارا انچه میگویم ترا
زهد بمعنی گذار و جامِ عشق از من بنوش

خدمتِ پیر مغاں بر خود گرفتم فرضِ عین
کمتریں از بندگانش بنده ام حلقه بگوش

بر درِ میخانه بنشستم بصد عجز و نیاز!!
گشته ام از بهر یکدو جامِ می طاعت فروش

عالمی پُر شور شُست از غلغل و شورت نیاز
یکدمی ای یارِ من از هاو هو بس کُن خموش

پرتو مهر قدیمست ایں مهِ تابانِ عشق
جلوهٔ نور کلیمست آتشِ سوزانِ عشق!

دود آهِ سرکشی از سینهٔ سوزانِ من
مدِ بسم الله باشد بر سر دیوانِ عشق!

عاشقان در بینوائی خسرویها میکنند
شاهی کونین دارد بے سر و سامانِ عشق

شمع و پروانه بهم دارند ربطِ عاشقی!
نیک سنجیدم سوزِ هردو در میزانِ عشق!

در حرمِ وصلِ جاناں در نہادم چوں قدم　　ہستیم را کرد بیروں از درش دربانِ عشق

صبر دل ہوشِ سرم چوں طاقتِ مہماں نداشت　　خود رفت و خانہ را بگذاشت با مہمانِ عشق

دارد آزادی ز تقلیدات ذہبی بیگماں　　ہر کہ دارد پای در زنجیر در زندانِ عشق

کافرِ عشقم مپرس از دین من ای ہمنشیں!　　عشق اسلامست و دریں در ملک کفرستانِ عشق

فارغ از رسم و رہِ گبر و مسلمان ساختہ　　مرحبا صد مرحبا بر لطف و بر احسانِ عشق

کشتۂ شمشیرِ عشق از مرگ باشد در اماں　　زندۂ جاوید باشد مردۂ بیجانِ عشق

لَیسَ فِی سُوقِ الحقیقۃِ مِن متاعِ غیرِ حق　　لَیسَ مِن دونِ الفنا جنس علی دوکانِ عشق

لطفِ سیرِ عشقبازی از سرِ بسیر مپرس　　کاندریں میداں سرش گوئیست در چوگانِ عشق

در نگاہِ موشگافِ دیدۂ اہلِ نظر　　در پسِ ہر پردہ دارد جلوہ جانانِ عشق

چشمِ ادراکِ خرد راہ نبود نیاز!
از تماشائے کہ بیند دیدۂ حیرانِ عشق

باز بر تختِ دلم شد جلوہ گر سلطانِ عشق　　سوخت رختِ ہستیم از آتش سوزانِ عشق

بُعدِ وہمی سر کند در یک قدم بر داشتن　　طرفہ طفرہ دارد این جولانئ یکرانِ عشق

جوششِ دریائے عشقست ایں جہان آنجہاں　　گنبد گردوں حبابے از عمانِ عشق!

یک نمود این کثرتِ وہمی بیک دو کردنم　　بو العجب ماندم ز کارِ خنجرِ برانِ عشق!

گرچہ یک آسانِ عشق آساں کند صد مشکلم　　لیک مشکل تر ز صد مشکل بود آسانِ عشق!

آبحیوان مرگ باشد در مذاقِ عاشقان　　زندۂ جاوید ہستند انیکساں از جانِ عشق

زاہدا نابیں اگر بینائے دارد ہوس　　ہاں بکش در دیدہ کحل خاکِ اصفاہانِ عشق

ملت و آئینِ عشق از جملہ ملتہا نکوست　　زیں جہت رہ میروم بر جادۂ یارانِ عشق

چوں زلیخا من اسیرِ یوسفِ مصری نیم　　در نظر دارم ہزاراں یوسفِ کنعانِ عشق!

نی بوصلِ آرامِ جاں نے در فراق آسودگی　　از کہ جویم چارۂ ایں دردِ بیدرمانِ عشق

ای نیاز از گفتگوی این و آں بس کن خموش
محوِ شواند تماشای رخِ جاناں عشق !!

جلوہ گاہِ ذات بیں در منظرِ ایوانِ دل　　عرشِ سلطانِ وجوب این کرسی امکانِ دل

گنبدِ گردونِ عالم از حبابے بیش نیست　　کو نمودار آمدہ از بحرِ بیپایانِ دل!

دید چون میدانِ دل برہان سلم نقص یافت　　نتیجِ عکسِ قیاس ست حجت و برہانِ دل

چون زلیخا کے شوم من مبتلائے یوسفے　　صد ہزاراں یوسفِ مصریست در کنعانِ دل

در حبابِ دل بصدقِ جاں ہمی دارم نیاز　　تا ابد باشد ہمیں سانِ دستِ من دامانِ دل

از بیانِ این و آں خاموش بنشیں ای نیاز
باش مستغرق بدیدارِ رخِ جاناں دلے

در راهِ حق اندیشی یہوییم و میر قصیم — دست از خودی و خویشی میشوییم و میر قصیم

گہہ گریم و گہہ خندم گہہ دست زنم گہہ پا — از مستی و جوش اندر ہاہوییم و میرقصیم

جامے ز مئے باقی از دستِ خوش ساقی — باکثرتِ مشتاقی میجوییم و میرقصیم

از جامۂ جسمانی زاں یوسف لاثانی — بوئے خوش روحانی یبوییم و میرقصیم

در شوقِ جمالِ او یکدم شدم دیگر د — لاواحد الا ہو میگوییم و می رقصیم

در راہ شد و آمد مانند دم بعید — ہم سبزہ نمط بیجد میرویم و می رقصیم

چون رفت نیاز از خود واز کون و مکاں بر شد

زد نعرہ کہ من بیخود خود داویم و میر قصیم

دمی نظارۂ روی توای یار آرزو دارم — بروں آ از سرا پردہ کہ بسیار آرزو دارم

خیالِ زلف و رویت رشتہ ام از کفر و دین بگسست — نہ من تسبیح میخوانم نہ زنار آرزو دارم

مگر دیدہ گرد تو اندر خوابِ آسائش — کہ من سرگشتگی چوں خطِ پرکار آرزو دارم

بسہلے از نگاہت میشود صد مشکلم آساں — بانصاف از نظر سازی چہ دشوار آرزو دارم

حضورِ خویش یادم گیرد آنگہ مہر کن یا قہر — بہر گونہ بدر بارِ تو یکبار آرزو دارم!

دلم دانای دہری میرزائی کوہ تمکینی ست — باین جنسِ گرانمایہ خریدار آرزو دارم!

نیاز این شیوہ را بدتر ز مرگِ خویش میدانم!

کہ در دِیار را درماں ز اغیار آرزو دارم

نہ انکارم ز اغیار ست نی یار آرزو دارم — خداوندا دلِ بے شغل و بیکار آرزو دارم

چو برمرکز نشستم یافتم جای و مقامِ خود — دلا گردش چرا بر شکلِ پرکار آرزو دارم

شبِ نجتِ سیہ را صبح از مہر تو میخواہم — کشودِ کار آسانی ز دشوار آرزو دارم

ز قیدِ کفر و دیں عشقم اگر آزادی بخشد — شوم کافر اگر تسبیح و زنار آرزو دارم

مقامِ لختِ دل میخواہم از چشم سر مژگاں — کہ این مقصود خود را بر سر دار آرزو دارم

نگاہِ اندکے مہرے بفرما بر دلِ زارم — اگر انصاف فرمائی چہ بسیار آرزو دارم

بدور زندگی یک لحظ آسایش نمی بینم — ز فیضِ عامِ توای مرگ زنہار آرزو دارم

نیاز از رتبۂ عقل و خرد ہرگز مپرس از من

کہ ہر دم مستی از چشمِ سرشار آرزو دارم

ما جانِ خود بدلبرِ جانانہ دادہ ایم — آتش ز روے شمع بہ پروانہ دادہ ایم

در بوس ماہبات نہ وہم تلوث ست — جاناں بحق کہ بوسۂ پا کانہ دادہ ایم

از ما گرہ کشاز دل مو بموے یار — سوگندِ زلفِ او بتوائے شانہ دادہ ایم

حرمانِ ما بدور تو ساقی برائے چیست — در قیمتِ مئی تو دلِ آیانہ دادہ ایم

تا چند خستگی و غریبی و بیکسیست! — دستِ طلب بدست کریمانہ دادہ ایم

زاہد طمع مدار زما پا بہوسِ خویش
بوسِ نیاؔز برلبِ پیمانہ دادہ ایم

احرام بستنم بحرم کے سر و نیاؔز !
ایمان و دیں بکافرِ بتخانہ دادہ ایم !!

ہوائے سیرِ گُل دیدن ندارم !!
چو بلبل ذوقِ نالیدن ندارم

ز داغستانِ دل باغِ وبہارم
دگر پروائے گلچیدن ندارم

زبوی زلف بے آہوی جاناں
دماغِ مُشک بوئیدن ندارم

خدارا بر سرِ بالینم آیار !
کہ من یارائے جنبیدن ندارم

بروید نرگس از خاکم پس از مرگ
بخود جز حسرتِ دیدن ندارم !

زخود رفتم چو پرسیدی زحالم
خبر از لُطفِ پرسیدن ندارم !

اگر در کاہشم قدرت فزونست
بجانت ہیچ کاہیدن ندارم !

شبے روزی نشد جز خواب بختم !
کہ ہم در خواب خوابیدن ندارم

مکن تکلیف دام و دانہ صیّاد
پر و بازوے پرّیدن ندارم

بہارم بے بہارے و خزانست
ز گلچیں خوفِ گلچیدن ندارم

نیاؔز اندر سخن سنجی منم ہیچ !
ولیکن عیب وز دیدن ندارم !

زروے حسرتِ دیدن ندارم
زباغے باغ گل چیدن ندارم

خروش و جوشِ نالیُدن ندارم
دماغے را خراشیدن ندارم

بہار سینۂ ام رشکِ چمنہاست
بداغستان چہا دیدن ندارم

منم پروانہ و ہم شمع و ہم سوز
بگردِ غیر گردیدن ندارم

نگہ آسا روم براوجِ افلاک
زجائے خویش جنبیدن ندارم

دلے دارم برنگِ غنچہ لب بند
چو گُل بیہودہ خندیدن ندارم

من آن مہرم کہ بیرنگیست تابم
برنگِ ذرّہ تابیدن ندارم

بگردِ خود ہمیگردم چو گردون
برون از خود خرامیدن ندارم

زخورشیدم درخشاں جملہ ذرّات
بخود حرفِ درخشیدن ندارم

محیطِ عالم و مرکز نشنیم !!
خطر از دست لغزیدن ندارم

نیاؔز از من مپرس ایندم دگر ہیچ
دماغ ہیچ پرسیدن ندارم

الا یا اُیّہا الساقی بدہ جامِ مئے نابم
کہ افگندن ست ہشیاری بلادِ پیچ و درتابم

ندارم آرزوئے علم و فضل دو جہاں در دل
ہمینم بس بود کز خود زمانے بیخودی یابم

مدہ تکلیف علمِ رسمیم اے عالم حالم
پریشاں حالیم رومید ہد از درس ابوابم

مطلق کردہ ام من زوجۂ کونین راز اندم — کہ با مہرت قبولم اتفاق افتادہ ایجابم
نمود این پارۂ خاکم چو اکسیر آتش عشقت — چہ طرفہ قائم النارم بیا بنگر بسیمابم
بوقتِ نوجوانی حال پیری شد بمن طاری — غم ہجران جانانم بشیب اختہ تتابم
چہ نگرانی و حیرانیست بر چشمم ببین یارب — نمی آید خیالِ خواب شب ہم در شب خوابم
چہ طوفان خیز اشکست این روان از چشم خونبارم — کہ ترسانم زغرقِ عالم اندر موج سیلابم

تو صد گونہ جفا و جور بر من می کنی جاناں
بجز عجز و نیازم نیست دیگر شیوہ و دابم

جاناں بغم روئے تو اندر تپ و تابم — سوزان جگرم آہ گشتم دیدہ پر آبم
چشم تو ربودہ ست زمن ہوش و حواسم — بیتابم و بیطاقت و ہم بیخور و خوابم
ای ساقیِ سرشار ببین سوی من راز — در آتشِ غم سوختہ ام تحفہ کبابم
گر حالِ دل خستہ بپرسی ز سر لطف! — ناید بزبان حرف بجز آہ جوابم
زنہار بدو شم بدہد زلف تو مارا — روے تو کند راہبری سوئے صوابم
مارا کتابِ دگرے چیست حوالہ — دل بر در خود دارم وانیست کتابم

بر عجز و نیازم نظرِ لطف و کرم کن
بیخود ز خودم ساز بنوشاں مئے نابم

زجادوی نگاہِ دیدۂ آن یار مخمورم — خرد گم کردہ و دیوانہ و مجنون و مسحورم!
بگوشم چون در آمد از لبِ شیرینش آوازے — شدم مستِ الست و در بلا افغانم و شورم
اگر پایم بجائے سر و گر سر جائے پا افتد — زمدہوشی و سرمستی خود معذور و مجبورم
بسوئے کوئے او پویم جمالِ روئے او جویم — چہ کارم آید ای جانان دہندار جنت حورم
گداؤ بینوایم ساز و برگم خوش نمی آید — کلاہِ بسیری بر سر بہ است از تاجِ فغفورم
دو نیم کرد تیغِ ابروش در طرفۃ العینے — بحمد اللہ شہیدِ اکبرم ماجور و مغفورم

مقامم اے نیاز اندر جہان ہر کس نمی داند
فرید دہر شمسِ وقتم و ہمرنگ منصورم

بطون حق مبطّن دان بجان جان پنہانم — ظہورش آشکارا بین بروئے روے اعلانم
فروغِ مشعلِ نورِ قدم کردہ ست تابانم — چہ تاب آرد حدوثِ تیرہ با شمعِ فروزانم
مقدس طینتم عالی نژادم این قدر دانم — کہ ننماید گل ولائے فنا آلودہ دامانم!
زبہر تشنگان آب و برائے مردگان جانم — علاجِ علت و زحمت شفائے دردمندانم!
بود کحل البصر در دیدۂ نظارِ دو عالم — غبارِ گرد پائے خاک آدم خیز انسانم!
برائے نہ عرض ذاتم جواہر خمسہ را جوہر — کہ خود اصل الاصول ہستم و رکن جملہ ارکانم
برون آمد ز بحرِ ذاتِ من صد گوہر مرجاں — دُرے آدم دُر یکتاست زان دریائے عمانم

خور و مہ روز و شب حیران بشوق دیدنم گردان
بہر دم چرخ با صد جان بلاگردان و قربانم

نہ کافر گفتنم باید نہ مومن خواندنم شاید!
کہ نے در بند کفرستم نہ اندر قید ایمانم

نہ قیدِ بند در پایم نہ بندِ قید بالایم
جز این و آں بود جایم نہ در اینم در آنم

نمودِ جان و تن در من نباشد جز خیال و ظن
نہ جان میدارم و نہ تن کہ من خود جان جانانم

بشانِ تازہ میگردم عیان از مکمن غیبم
نمی یابند اہل دم بدو آنم بیک شانم

نیاز و عجز و بیتابی اگر یابی دمے با من
بہ بینی بر سرِ ناز و غنا اندر دگر آنم

جہان پر غلغل و شورست از گفتار شیرینم
کجا یابی سخنگو چون لب لعلِ شکر دانم

بمیدانِ حقیقت تا سرِ خود دانہ در بازی
نیابی یکسر مو راز سرّ گوے و چوگانم

رہ راز و نیاز من نمی یابند گمراہان!
نمی بینند خفاشان رُخِ خورشیدِ عرفانم

درآمد بر سرم ناگہ شب آن شمع شبستانم
زد آتش در پر و بالِ دل پروانۂ جانم

نہادا ندر نہادم آتشِ حسنش چنان آتش
کہ از سر تا قدم یکسر برنگِ شعلہ سوزانم

خبر از خویشتن یک لحظہ یک ساعت نمیدارم
چنان محوِ خیال و جلوۂ جانبخش جانانم

مثال برق بر من برفتاد و از سرم بگذشت
تن و جان سوخت و رفت از برم اوائے جانانم

نہ خوابم ماند نے راحت نہ تابم ماند نے طاقت
نہ تقوی ماند نے طاعت نہ دین ماند و نہ ایمانم

جنون در جانِ من پیدا قیامت بر سرم برپا
بدل اندوہ ماتمہا عجب سازست و سامانم

چہ وحشت دارد این سودای یارب بدین وسعت
جہان از عرش تا فرش آمدہ ہم تنگ زندانم

جنونم پردہ در شد پنجۂ زورش چگویم بمن
کہ تا پایان دامن شد سرِ چاک گریبانم

نمی ترسم من ای واعظ زہول آتشِ دوزخ
کہ صد چند است از وے گرمی جانسوز ہجرانم

گذار کاروانِ لختِ دل راہِ تری افتاد
بہر دم میچکد قطرات خون از چشم گریانم

نیاز از شور تو حالم شد است افسانۂ عالم
نمودی فاش اے نادان بخلق اسرار پنہانم

مریدِ پیرِ مغانم دگر نمیدانم
خراب بادۂ آنم دگر نمیدانم

ہمیں کہ پیرِ مغانست پیر و مرشد من
بس است نام و نشانم دگر نمیدانم

بدل چو زمزمۂ عشق نایَم بدمید
چو نے نشود و فغانم دگر نمیدانم

شرارِ حُسنِ رخ دوست آتشم زدہ است
خریق سوختہ جانم دگر نمیدانم

قبول ہدیہ نما شاہِ حُسن یا منما!
فدایت ای دل و جانم دگر نمیدانم

دردنِ آئینہ خویش تا خدا دیدم
بسوی خود نگرانم دگر نمیدانم!

زرا دہر چگویم کہ خود گمم یاران
جز این کہ ہیچ ندانم دگر نمیدانم

خدا پرستی من تا خدائیم برساند!!
فزون ز حصر و بیانم دگر نمیدانم

بیار محو شدم چون حباب در دریا — ز چشمِ خلق نهانم دگر نمیدانم
شنیدهٔ اگر از من صلائے سبحانی! — تو گفتهٔ بزبانم دگر نمیدانم
کمالِ فقر شداست از ظهور فخر الدینؒ — فدای او دل و جانم دگر نمیدانم

زبے نیازی خود مید ہم خبر بہ نیاز
کہ جانِ جانِ جہانم دگر نمیدارم

عاشقِ بیخبر منم من نمنم نہ من منم — عارف باہنر منم من نمنم نہ من منم
سوز دلِ و جگر منم وحشت پردہ در منم — دانش بخیہ گر منم من نمنم نہ من منم
من منم خطر منم زہر منم شکر منم! — نفع منم ضرر منم من نمنم نہ من منم
شام منم سحر منم شمس منم قمر منم! — در ہمہ جلوہ گر منم من نمنم نہ من منم
اینہمہ بحر و بر منم وین ہمہ خشک و تر منم — قطرہ منم گہر منم من نمنم نہ من منم!
شاہد دلربا منم مطرب خوشنوا منم — سمع منم بصر منم من نمنم نہ من منم
حُسن و جمالِ حق منم عز و جلال حق منم — حشمت و جاہ و فر منم من نمنم نہ من منم
طوطی صد زبان منم بلبل نغمہ خوان منم — روضہ منم شجر منم من نمنم نہ من منم!
صوفی باصفا منم بیخود و باخدا منم — اہلِ دل و نظر منم من نمنم نہ من منم!
آدمؑ و شیثؑ و نوحؑ و ہودؑ غیر حقیقتم نبود — صاحب ہر عصر منم من نمنم نہ من منم!

موسیِٰ جلوہ بین منم قبلہ فلسطین منم — طور منم شرر منم من نمنم نہ من منم
عیسیٰ مریمی منم احمدؐ ہاشمی منم — حیدرؓ شیر نر منم من نمنم نہ من منم

راز و نیاز خود منم سوز و گداز خود منم
کردہ قدم ز سر منم من نمنم نہ من منم

من نمنم نہ من منم من نمنم نہ من منم — رفتہ ز خویشتن منم من نہ منم نہ من منم
متن متین حق منم شرح مبین حق منم — ستر منم علن منم من نمنم نہ من منم
کعبہ منم حرم منم دیر منم صنم منم — مومن و برہمن منم من نمنم نہ من منم
عشق منم جنان منم درد منم زبان منم — روح منم بدن منم من نمنم نہ من منم
دوحہ منم چمن منم لالہ و نسترن منم — ہم گل و ہم سمن منم من نمنم نہ من منم
بلبل داستان منم طوطی صد زبان منم — گوش منم سخن منم من نمنم نہ من منم

عجز و نیاز ہم منم خوبی و ناز ہم منم
حُسن منم محن منم من نہ منم نہ من منم

چون یار ببزم آمد پوشیدہ نقابم — پس کس نبود حاجب او غیر حجابم
حرفیست جہان از ورق دفتر علمم! — من نسخۂ جامع عجبے طرفہ کتابم
دریائے محیط است وجودم بہ حقیقت — در صورتِ خود گرچہ بتمثالِ سرابم

عالم شود ارمست زچشم من سرمست | یاران چہ عجب ہست کہ من کہنہ شرابم
سلطانِ جہان ہستم و آزاد زہر قید | گو شکل گدایانہ بہ قیدِ گل و آبم
چون مہر من از مطلعِ غیب آمدہ بیرون | ذرّاتِ جہان جملہ عیان گشت زتابم
ای مردہ دلان عینِ حیاتِ ابدیم | دے تشنہ لبان سوے من آئید کہ آبم
از کشف و کرامات بلا قید کہ اینہا | افتادہ براہند یہ تعدادِ حسابم

خود عاشقِ خود ہستم و مشتاقِ لقایم
در شکلِ نیاز آمدہ ام باتپ و تابم

باہمہ خوبرویم عاشقِ روے کیستم | رستہ زدام جسم و جان بستۂ موے کیستم
در دلم این تپیدگی وز خودم این رمیدگی | ساکنِ کنج بیخودی بسمل خوئے کیستم
جلوہ گرم بہر جہت نعت منست ہر صفت | سجدہ کنان بجان و دل جانب و سوئے کیستم
مست زبوے من جہان در پئے نکہتم روان | والہ و مست در پئے نکہت و بوے کیستم

باہمہ دلبری و ناز شیوہ گرفتہ ام نیاز
خاک نمط بزیر پا در رہ و کوے کیستم

نی چون و نی چگونم عنقاے قافِ قدسم | بی شبہ و بے نمونم عنقاے قاف قدسم
از وحدتم معرا وز کثرتم مبرا | پاک از ہمہ شیونم عنقاے قاف قدسم

بیرنگیست رنگم رنگیست عار و ننگم | دانی کہ من چگونم عنقاے قافِ قدسم
از خلق ماسوایم وز امر ماورایم | برتر ز کاف و نونم عنقاے قافِ قدسم
بی نام و بی نشانم بی شرح و بی بیانم | از عقل بس برونم عنقاے قافِ قدسم
ہرچند در ظہورم نور ظلام و نورم! | در پردہ کمونم عنقاے قافِ قدسم
صدر ہمہ صدورم از وہم خلق دورم | خود باطن البطونم عنقاے قافِ قدسم
ہر قبلہ ہست رویم ہر سجدہ ہست سویم | معبود و عابد ونم عنقاے قافِ قدسم

سلطانِ بے نیازم گو صورتِ نیازم!
نشناسیم کہ چونم عنقای قافِ قدسم

من آن نورم کہ اندر لامکان موجود بودستم | باشراقِ خودم خود شاہد و مشہود بودستم
نہ از عالم بیانے بود و نے آدم نشانے داشت | کہ از نظارۂ حُسن خودم خشنود بودستم
بسیطم آن قدر شد منبسط از حب پیدائی | کہ با یک نقطگی صدہا خطِ ممدود بودستم
ہیولاے دو عالم مادہ ارواح و اشباحم | حریرِ جسم و جان را ہمچو تار و پود بودستم
زبہرِ رفع شرک و دفعِ وہمِ ہستیِ غیرے | بشکلِ انبیاؑ و اولیا موجود بودستم
لباسِ بوالبشر پوشیدہ مسجودِ ملک گشتم | بتصویرِ محمدؐ حامد و محمود بودستم
گہے ادریسؑ گاہے شیثؑ گاہے نوحؑ گہ یونسؑ | گہے یوسفؑ گہے یعقوبؑ گاہے ہودؑ بودستم

گہے صالحؑ گہ ابراہیمؑ گہ اسحٰقؑ گہ یحییٰؑ
گہے موسیٰؑ گہے عیسیٰؑ گہے داؤدؑ بود ستم

برائے یک کسان امروز نقد وقت شان گشتم
ز بہر دیگران روز جزا موعود بود ستم

بدریائے حقیقت بہر غواصانِ دریا دل
بہر عہدے و عصرے گوہر مقصود بود ستم

نیاز اندر حقیقت لایزال و لم یزل ہستم
مگر با این تعین نیست و نابود بود ستم

ای طالبانِ ای طالبان من با شما ہر جاستم
ہم جلوہ گر در دیدہ ہا ہم مضمر دلہا ستم

این دوری و مہجوریم از وہم و پندار شماست !
در نسبتِ خود با شما دریا و موج اساستم

ثابت ترم من از ہمہ بے آنکہ اثباتم کنند
بے آنکہ استثنا کنند از جملہ مستثنا ستم

برعکس رسم اینجہان در پردہ بیباشم عیان
چندانکہ بی پردہ شوم در پردۂ اخفا ستم

ہم صورتِ ناسوتیم ہم معنی لاہوتیم
پنہان تر از پنہان وہم پیدا تر از پیدا ستم

در جلوت فرق آدم از خلوتِ جمع شیون
از انبساطِ نور خود بزم جہان آرا ستم

ہر چند نبود غیر من در عالمِ نو و کہن
در ذاتِ بختِ خویشتن بر رتبۂ علیا ستم

با حسن خود در باختم من نرد عشق و عاشقی
ہم لیلیٰ و مجنوں منم ہم وامق و عذرا ستم

گہ شیخم اندر خانقہ گہ رندم اندر میکدہ
گہ سبحہ و سجادہ ام گاہے می و مینا ستم

ہم اول و آخر منم ہم ظاہر و باطن منم
ہم عالم دنیا منم ہم نشاء عقبا ستم

گاہے نیاز ایمانِ من گہ بی نیازی شان من
این ہر دو می زیبد بمن ہم بندہ ہم مولا ستم

خواجۂ خواجگاں معین الدینؒ
فخر کون و مکاں معین الدینؒ

سرِّ حق را بیاں معین الدینؒ
بے نشان را نشاں معین الدینؒ

مظہر و جلوہ گاہِ نور قدم
آفتابِ جہاں معین الدینؒ

مرشد و رہنمائے اہل جہاں
ہادی انس و جاں معین الدینؒ !

عاشقاں را دلیلِ راہِ یقیں
سدِّ راہِ گماں معین الدینؒ !

خواجۂ لامکان و قدس مقام
آسماں آستاں معین الدینؒ !

قرب حق ای نیاز اگر خواہی
ساز وردِ زباں معین الدینؒ

تنہا نہ چاک زد جگر بیانم اینچنیں !
دستِ جنوں نمود بدامانم اینچنیں !

گر لالہ زار نیست دلم از ہجوم داغ
بارے گہ در شک گلستانم اینچنیں !

تیرے دگر ز دستۂ مژگانش آرزدست
لذت چشیدہ از لبِ پیکانم اینچنیں !

واکردہ شانہ زلفِ گرہ گیر آں نگار
گاشفتہ روزگار و پریشانم اینچنیں !

نیسان شکستہ قدر گہر متبذل شود
از کانِ دیدہ گرگہر افشانم اینچنیں !

ای رشک شمع تابشبستانم آمدی
شد صرفِ سوختن بدل وجانم اینچنین

جمع دلست حاصلم از دوست ای رقیب
روی که دیده ام کہ پریشانم اینچنین!

دردِ مرا علاج شرابِ وصال تست
بیدردِ من بساز تو درمانم اینچنین

ظالم هلاک میشوم ایندم اگر شتاب
کردی تو در کشیدن پیکانم اینچنین

تا داغِ شب چراغِ دلم ماهتاب گشت
شد لیلة البرات بکاشانم اینچنین

دارم بطبع میل سخن سنجی اے نیاز!
خواهم کہ یک دو شعرِ دگر خوانم اینچنین

محوِ نظارهٔ رُخ جانانم اینچنین!
آئینہ وار دیدهٔ حیرانم اینچنین

میسوزی آنچنان کہ نہ دودے نہ شعلهٔ
بس بس مسوز آتشِ پنهانم اینچنین

دولابِ چرخ میشود آخر غریقِ آب
گر هست سیل دیدهٔ گریانم اینچنین

یارب روان ز نشترِ مژگان کیست این
فوارهٔ روان ز رگِ جانم اینچنین

تا بسته ام خیالِ رُخ و زلف آن نگار
حیرانم اینچنین و پریشانم اینچنین!

لب خشک و تشنہ کام و جگر تفتہ ام هنوز
حالانکہ غرقِ قلزمِ عرفانم اینچنین

کو دانشم کہ بود حصول تمامِ عمر
یک جذبهٔ تو ساختہ نادانم اینچنین!

بی گریہ سوخت گشتم و باگریہ آب بود
گر بی نم آنچنانم و گہ بانم اینچنین!

زین پیشتر تو من بدی الحال من توام
بود از برای شکر تو شایانم اینچنین

مضمونِ آہ و نالهٔ موزون بخاطر است
خواهم نمود مطلع دیوانم اینچنین

دودِ من اے نیاز بروے نمی رسد
در مجمرِ سپهر سپندانم اینچنین!

خدارا اے صبا بگذر بسوئے خاکسارِ من
ببر در کوئے آن جانانہ این مشتِ غبارِ من

نقاب از رخ براندازی قیامت پردہ دارِ من
قیامت ساز کن امروز میپسند انتظارِ من

کہ آمد در دیارِ منکہ شد تو دورتر از من
چہ شد اے بیقرارِ من کہ شد صبر و قرارِ من

زجیب و دامنم دستِ جنون نگذاشت یکتارے
بروے بخیہ گر مشفق چہ خواهی کرد کارِ من

نمیکردی تو اوّل ذبح این صید زبونم را
اگر در شانِ فتراک شکست آرد شکارِ من

مکن اوراقِ اجزائے حیاتم درهم و برهم
مدہ برباد اے ظالم کتاب مستعارِ من

بدلقِ فقر شاهی میکنم از خوبی طالع
نہ جم دارد نہ کے این طالعِ گردون سوارِ من

بعیّاری قسم اے یارِ عیّارم مکن پنهان
کہ بود این همکنارِ من کہ دل برد از کنارِ من

زبس محوِ خیالت در دلِ شبهای تاریکم
سویدِ قلب شد تاریکیِ شبهائے تارِ من

بکامِ دیدہ ام صهبائے دیدارے نمیریزی
نمیدانی مگر گردول خمار انتظارِ من

نیاز اعجازِ عشقست این سخن سنجی و خوشگوئی
وگرنہ شعرِ بےلغزش کجا گو بیقرارِ من

گلے نشگفت جز داغِ جگر بر شاخسارِ من / بہارِ سوختن پیداست اندر لالہ زارِ من
جنوں بر خویشتن نازد ز جیبِ تار تارِ من / مغیلاں بر خودش بالد ز پائے خار خارِ من
نباشد خالی از جولانگی گرد و غبارِ من / نمایاں زیں میاں میگردد آخر شہسوارِ من
نروید در زمینِ سینہ ام جز دانۂ عشقت / ز خونابِ دلم سرسبز گردد کشتکارِ من
گہے گریم گہے خندم گہے رنجم گہے خرّم / بیک حالت قرارم نہ چہ شد ای بیقرارِ من
من از مسجد بمیخانہ نہ از خود میروم یاراں / کہ در دستم نماند ایندم عنانِ اختیارِ من
گہ از زلفت پریشانم گہ از روئے تو حیرانم / ہمیں کفر است و ایمانم ہمیں لیل و نہارِ من
نہ آہ و نالہ تنہا دارم اندر عشقبازیہا! / تماشائے دگر ہم دارد ایں آئینہ دارِ من
بہر صید زبونے چشم دامم وانمیگردد / بصحرائیکہ میگردم بود عنقا شکارِ من!
جہاں با کثرتِ خود جنبِ وحدت نقطہ صفرست / حسابے دیگرے باید بمفتوح شمارِ من

نیاز از من مجو از بہرِ دردِ یار درمانے
کہ نبود ہیچ شی جز دردِ یار اندر دیارِ من

دی خراماں میگذشت آں یار خوش رفتارِ من / با ادا و ناز و شوخی از سرِ بازارِ من؛
چوں نقابِ زلفِ مشکیں از رخِ عارض فگند / شد جہاں دیوانۂ روی پری رخسارِ من
خرمنِ جانِ جہاں را سوخت او مانند برق / از نگاہِ ما گذر کرد آں بتِ عیارِ من

بسکہ در عشقش شدم از کفر و از ایماں بری / رشتۂ جانم گسست از سبحہ و زنّارِ من
عشق اسلامست و دینم عشق درمانست و درد / عشق غمخوارست و مونس عشقِ یارِ غارِ من
دولتِ شاہی ز چشمِ اشکبارم شد حصول / دامنِ فقرم پر است از گوہرِ شہوارِ من،

از خیالِ جورِ او خونِ دلم شد رشکِ مشک
در نگہدارے نیاز ایں نافۂ تار تارِ من،

دی در آمد بر سرم آں ساقیِ سرشارِ من / از نگاہِ مستِ او دیوانہ شد ہشیارِ من
می نہم پا جائے سر سر جائے پا از بیخودی / ہوشمندانم چہ می پرسند از رفتارِ من،
از خروش و جوشِ مستی بر سرم آید دستاں / نیست جز دیوانگی کار دگر در کارِ من،
دین و اسلامم فدائے ساقیِ سرمست گشت / شد برہن جام و صہبا جبّہ و دستارِ من،
خوابِ چشم و راحتِ جان و قرار و صبرِ دل / رفتہ اند طرفۃ العین از من ایں ہر چارِ من
جز مقامِ عشق آہنگے ندارد بلبلم! / بر نیاید جز نوائے سوز از منقارِ من!

کار فرما شد جنوں در ملکِ جانم اے نیاز
سخت دشوارست بارِ عقل در دربارِ من!

سرِّ حق پنہانست اندر معنیِ اسرارِ من / ظاہرش پیداست اندر صورتِ اظہارِ من
از محیطم نقطۂ مرکز بود اقلیمِ ملک / چشمِ دل بکشا و بنگر وسعتِ پرکارِ من

نور ذاتش بر دلم ہر دم تجلی میکند
تابِ دیگر میدہد ہر شعلۂ دیدارِ من

در بنای ہستیم از نیستی مستحکمے ست
ور شکست و ریختن شد ہستی دیوارِ من

اے مسلمان کفر باشد جز و لاینفک عشق
زین جہت در عاشقی شد کافری در کارِ من

زاہد از سرِّ سواد الوجہ من آگہ نہ !
نیست در فہم تو رمز قشقہ و زنّارِ من

طوطیِ دستانسرائے شوق و ذوقم اے نیاز
نشنوی جز نالۂ جانسوز از منقارِ من !

نیست جز آہنگِ عشق آوازِ موسیقارِ من
ربِّ ازلی می نوازد بر ربطِ ہر تارِ من

بسکہ ہستم سایہ پرور زیر بالِ مہر یار
یمن میگردد ہما از سایۂ دیوارِ من !

ای نسیمِ گلشنی ہاں سوی دکّانم بیا
تا رساند در مشامت بوئے جاں عطارِ من

حُسن خوباں بہر حق بینی مثال عینک ست
میدہد بینائی اندر دیدۂ نظّارِ من !

آمد اندر ملکِ جاں بر تختِ دل سلطانِ عشق
حاکمِ عقلم بدر شد از سرِ ہشیارِ من !

ہمچو دریائے محیط ایں قطرہ ام شد موجزن
چون بجود غرقم نمود آں قلزمِ زخّارِ من

کرد ما را بی نیاز آن قبلۂ اہل نیاز
لُطف فرما شد با حوالِ دل افگارِ من !

اسیرِ عشق مفتونست و مجنون !!
حَرِیْقٌ قَلْبُہٗ وَالنَّارُ مَکْنُوْنٌ

نمیداند طبیب آزارِ ما را
وَمَا کُہْ یَہِ مِنْہَاجٌ وَقَانُوْنٌ

نہ ما تر دامنم اندر نظارہ
بَرِیٌّ نَفْسُنَا عَمَّا یَظُنُّوْنَ !

شہیدِ اکبرست این کشتۂ عشق
وَمَا لِلنَّز ہٰذِ وَالتَّقْوٰی مَمْنُوْنٌ

بیا جانان نبعثم لطف فرما
حُضُوْرُ الْحَیِّ عَلَی الْاَمْوَاتِ مَسْنُوْنٌ

نیاز اندر خمارست اے دلربا
وَخَمْرُ الدَّنِّ مَمْلُوٌّ وَمَدْنُوْنٌ

مَرِیْضُ الْعِشْقِ مَفْتُوْنٌ وَّمَجْنُوْنٌ
سَکُوْبٌ عَیْنُہٗ وَالْقَلْبُ مَحْزُوْنٌ

نَجِیْ مَحْبُوْسُہٗ مِنْ کُلِّ حَبْسٍ
فَمَا مَسْجُوْنُ ہٰذَا السِّجْنِ مَسْجُوْنٌ

وَمَنْ یَّعْلَمُ تَدَاوِیْہِ سِوَی الْحُسْنِ
فَیَخْطِیْ تَبَۃٌ فِیْہِ فَلَاطُوْنٌ !

اَلَا یَا صَاحِبُ الْوَجْہِ الْحَسِیْنِ
تَعَالٰی حُبُّنَا عَمَّا یَقُوْلُوْنَ !!

تَرَحَّمْ وَالْتَفِتْ نَحْوَ الْعُشُوْقِ
فَاِنْ بَاعَدْتَ عَنْہُ مَاتَ مَجْنُوْنٌ

بَلَاءُ الْعِشْقِ یَا اُمِّیْ بَلَاءٌ
وَاٰلَافُ الْمَصَائِبِ فِیْہِ مَشْحُوْنٌ

عیدست ساقیا درِ میخانہ باز کن
پیمانِ توبہ بشکن و پیمانہ ساز کن !

ہنگامِ زہد و توبہ و تقوی گذشت و رفت
دورِ حقیقت ست وداعِ مجاز کن

نگر به پیچ و تابِ دلِ سوگوار من | کوتاهیِ تطاولِ زلفِ دراز کن!
بنما بما تجلّیِ جانبخش و دلکشا | طرازِ دادِ غمزهٔ عاشق نواز کن
امروز روزِ عیش و نشاط و سرور هست | جود و عطا و لطف باهلِ نیاز کن
گنجِ قناعت است که دل را غنی کند | ای دل اگر غنا طلبی ترکِ آز کن

تا صبحِ وصل در ندهد هر شب ای نیاز
چون شمع آه و گریه بسوز و گداز کن

شاهِ عشق آمد و شد تخت نشین بر من | شحنهٔ عقل بدر شد ز حدِ کشورِ من
همه تن دیده شدم بهرِ تماشاے کسے | هر سرِ موئے منست همسرِ چشمِ سرِ من
میشوند حلقه نشیں بر نمطِ هالهٔ ماه | ماه رویانِ جهاں گرد پری پیکرِ من
واعظا جنّتِ من سینهٔ پر داغ منست | دلبرم حورِ من و چشمِ ترم کوثرِ من!
بس فرو مانده جناحِ ملکوت از پرواز | بمقامیکه رسید ایں دلِ بے پرِ من
یافتند عالمیاں تابِ دگر از نورم | چوں از آفاقِ جهاں گشت بلند اخترِ من

تا شوی محرمِ اسرارِ حقیقت چو نیاز
سایه ساں باش پس پیش رو رهبرِ من

دلا خاکِ رهِ کوئے محمدؐ شو محمدؐ شو | ز هر سوئے بیا سوئے محمدؐ شو محمدؐ شو!

بهر دم سجدهٔ جاں سوئے ابروئے محمدؐ کن | بروئے قبلهٔ روئے محمدؐ شو محمدؐ شو!
تجرّد پیشه گیر از قیدِ عالم وا رهاں خود را | اسیرِ حلقهٔ موئے محمدؐ شو محمدؐ شو!
باخلاقِ الٰهی متّصف بودن اگر خواهی | سراپا سیرت و خوئے محمدؐ شو محمدؐ شو!
بکن خالی مشام از بوئے گلهاے جهاں اے دل | بیا دلدادهٔ بوئے محمدؐ شو محمدؐ شو

نیاز اندر دلت گر مهرِ عرفانِ خدا باشد
فدائے شانِ دلجوئے محمدؐ شو محمدؐ شو!

من پاکبازِ عشقم ذوقِ فنا چشیده | آهوئے دشتِ هویم از ما سوا رمیده
بُد پردهاے وهمی ما را حجاب دیده | دیدیم روئے جاناں این پردها دریده
گل گشت غنچهٔ دل دلبستگیش وا شد | چوں بادِ نوبهارے بر گلشنم وزیده
چوں آفتابِ معنی در جانِ من درخشید | گشتم بچشمِ مردم چوں مردمک بدیده
من نورِ ذاتِ حقم اے صاحبِ بصیرت | در صورتم اگرچه از خاک آفریده
در صورتم نظر کن اندر مرقعِ خلق | نقاشِ دستِ قدرت تصویرِ من کشیده
روحِ الٰهیم من جانِ خدائیم من | از صنعتِ عجیبه در آب و گل دمیده
من جلوه گاهِ ذاتم هم مظهرِ صفاتم | هم اصلِ کائناتم از نورش آفریده
آئینهٔ پر صفایم جامِ خدا نمایم | هم عین و هم جدایم ای مردِ برگزیده

سلطانِ بے نیازم چوں سروِ فرازم
ہم بندۂ نیازم مثلِ کماں خمیدہ

ازجامِ عشق مستم مستانۂ الستم
بے پا و بے سرستم از قیدِ تن رہیدہ

زاہد مگیر برمن بگذر ز گفتگویم
نشنیدۂ کہ فرقست در دیدہ و شنیدہ

قولِ نیاز بشنو یعنی زخود بروں شو !!
چوں از خودی برآئی باشی خدا رسیدہ

اے عکس نمائے تو ہر ذرّہ چو آئینہ
از دولتِ دیدارت ہر دیدہ چو گنجینہ !

نظّارگیانت را ہنگام تماشایت !
ہر شب چو شبِ قدرست ہر روز چو آدینہ

پیدائی و پنہائی ہم صورت و ہم معنی
ہم نور و سرورے تو ہم دیدہ ہم سینہ

ایں حُسنِ مجازِ ما در چشم حقیقت بیں
ہم عینک بینائے ہم قنطرہ و زینہ

اندر من و او ہر دم رازے و نیازے ہست
روشن بود ایں معنی بر سالکِ دیرینہ

زہے عزّ و علائے منتہائے اوجِ انسانی
نبیٔ ثیربی و مہبطِ تنزیلِ فرقانی !

امیرِ عالمِ امر کشہ معمورۂ خلقے !
ادیبِ علوی و سفلی رسولِ انسی و جانی

ظہورِ کاملِ ذات و صفاتِ حضرت یزداں
حبیبی سیّدی محبوبِ خاص الخاصِ ربانی

رحیمی رحمۃ اللعالمینی شافعِ خلقی
کریمی اکرم الخلقی سراپا فیضِ رحمانی

درخشاں آفتابِ آسمانِ حُسنِ محبوبی
چو شمعِ صبح در بزمش نماید ماہ کنعانی

شبستانِ جہاں روشن ز نورِ ماہ روئے او
ز تابِ شعلۂ حسنش کند خورشید رخشانی

کند دریک نگہہ واجب تمام آئینۂ دل را
بیک چشمک زداید از زخش زنگارِ امکانی

حُسن اندر شانِ تشبیہی محمّد نام خود خواندہ
محمّد غیرِ حق نبود بحکمِ ذوقِ عرفانی !

چہ وسعت دادۂ یارب بظرفِ آں عظیم الشاں
کہ انّی عبدہٗ گوید بجائے قولِ سبحانی

نیاز اندر دلت گر برزخِ کبرائش جاگیرد
نہ بینی تا ابد روئے پریشانی و حیرانی !

زہے عزّ و جلالِ بوتراب فخرِ انسانے
علیٔ مرتضیٰ مشکلکشائے شیرِ یزدانے

ولیٔ حق وصیٔ مصطفیٰ دریائے فیضانے
ادم دو جہانے قبلۂ دینے و ایمانے

امیرِ کشورِ فقرے شہِ اقلیمِ عرفانے
خداگوئے خدادانے خدابینے خداشانے

انیسِ محفلِ انسی جلیسِ مجلسِ قدسی
سرورِ جانِ خاصانے نشاطِ روحِ پاکانے

مہِ ظلمت کشائے مشعلِ تاریکیِ عالم
سراپا جلوۂ نورے تمامی مہرِ تابانے

براہِ حق نمائی ناقہائے کاروانش را !
نباشد خضرِ ہادے او کسی دیگر حدی خوانے

پیمبر بر سرِ منبر نشست و خواند مولائش
کہ تا مولائیش را باشد اندر خلق برہانے

عجب نبود بہارِ بیخزاں باغِ محبّاں را
کہ میبارد برو ہر لحظہ ابرِ فیض و احسانے

نیاز اندر قیامت بے سر و ساماں نخواہی شد
کہ از حبّ و تولائے علی داری تو سامانے

بدہ دستِ یقیں ای دل بدستِ شاہِ جیلانی — کہ دستِ او بود اندر حقیقت دستِ یزدانی
امیرِ دستگیرے غوثِ اعظم قطبِ ربّانی — حبیبِ سیّدِ عالم زہے محبوبِ سبحانی
نشانِ شانِ بیچونی بیانِ سرِّ مکنونی — بسیرت مثلِ پیغمبر بصورت مرتضیٰ ثانی!
سراپا جلوۂ حسنی تمامی مہرِ تابانے — کند یعقوب بیش گر باشد اینجا ماہ کنعانی!
ز پائے پاکِ او فخریست دوشِ پاکبازاں را — حیاتے تازہ بگرفت از وے دینِ مسلمانی
شبِ بختِ سیہ را ذرّۂ مہرش کند صبحے — فروزد لمعۂ لطفش رخِ شامِ غریبانی
ببخشند از رہِ فیاضیِ ادنیٰ بینوائے را — گدایانِ درش دیہیمِ شاہی تختِ سلطانی
ملائک طرقِ گویاں روند اندر رکابِ او — جلوہ داری کنند او را خواصِ انسی و جانی

نیاز اندر جنابِ پاکِ او از قدسیاں باید
کہ آید جبرئیل از بہرِ کاروبارِ دربانی!

دلا دستِ طلب بکشا بدرگاہِ شہنشاہے — نظام الدین والملّۃ علیہ رحمۃ اللّٰہے!
امیرِ عالم آرائے ظہیرِ دین و دنیائے — شہنشاہے علی جاہے نبی شانے حق آگاہے
محیطِ فیض و ارشادے بعلمِ فقر استادے — سراپا حسنِ جانبخشے ہمہ جانانِ دلخواہے

دُرِ دریائے تجریدے گلِ بستانِ تفریدے — بشکل و صورتِ انسان نمایاں ذاتِ اللّٰہے
شبستانِ جہاں شد ہمچو روز از روئے روشن — کہ طالع گشتہ از آفاقِ عالم اینچنیں ماہے
گرفتہ صورتِ قالی میر مثش سیرتِ حالی — زبانِ شمع شد در مدحِ او مرغِ سحرگاہے
بخاشاکِ وجودم زد نگاہِ گرمِ او آتش — بروں از آسماں شد شعلہ مشتِ پرِ کاہے
ز شوقِ عشقِ محبوبِ الٰہی رض آنچناں گشتم — کہ تصویرم مصوّر در کشد بر صورتِ آہے

چہ غم داری نیاز از رفتنِ تنہا ازیں عالم
کہ سلطان المشائخ رح یار جانِ تست و ہمراہے

ای جلوہ گہہ رویت ہر وجہے و ہر روئے — راہِ تو و کوئے تو ہر راہے و ہر کوئے
اے قبلۂ ایمانم و اے جانِ دل و جانم — روئے تو گردانم ہر طرفے و ہر سوئے
با آنکہ نمیرائی از وسمۂ رنگ و بو — رنگِ تو و بوئے تو ہر رنگے و ہر بوئے
می بینم انا الحق زن ہر ذرّہ بمہرِ تو — ما اعظم شانی گو ہر تارے و ہر موئے
اندر دلِ ہر قطرہ دریاست بموج اندر — خود بحرِ محیط ست ایں ہر نہری و ہر جوئے
ایں جملہ ضمائر را مرجع توئی ای جاناں! — تعبیر ز تست اینک ہر مائے و توئے

اندر رہِ عشقِ تو رفتست نیاز از خود!!
از تست کز وہست ایں ہر ہائی و ہر ہوئے

گر بر سرِ بالینم نازاں بخرام آئی
جاں از سرِ نو یابم ہم تاب و توانائی

تا پنجۂ عشقت شد ہمدست و گریبانم
از قبضۂ دستم شد دامانِ شکیبائی

این آہ دلِ سردم وین رنگِ رُخ زردم
بازار درون ہر دم دارد سرِ رسوائی!

ای رشکِ مسیحایم از بہرِ مداوایم!
چون بر دلِ شیدایم یک جلوہ نفرمائی

خاکِ رہ کوئے تو این طرفہ اثر دارد
ہم صندل دردِ سر ہم سرمۂ بینائی

بوے بنیاز آمد از طرّۂ مشکینش!
از خود برمید آخر ایں آہوے صحرائی!

سِرّ دانکہ دم زنم من ز کمالِ کبریائی
کہ سوایِ حق نہ بینم بوجود بی قبائی

ہمہ این صفات و ذاتم کہ بعالمِ شہود ست
بخدا کہ اوست پیدا بلباسِ ماسوائی!

نظرے بصورتم کن بنگاہِ دیدۂ دل!
کہ نمایدت سراپا ہمہ جلوۂ خدائی

ہمہ تہمتست بر من کہ تو گوئیم منم من
نہ من منست این من ز خداست خود نمائی

ہمہ دلبری و نازست کہ بصورت نیاز است
چہ نیاز شانِ خاص ست ز شیون دلربائی

بربود ز دست این دلم اعجاز نگاہے
زانست مرا ہمدم و دمساز نگاہے

ہندو شود و چشم سیاہت بپرستد
گر بر فگنی بربت شیراز نگاہے!

اعجازِ نگاہِ تو کند زندۂ جاوید
اے رشکِ مسیحا بمن انداز نگاہے

بر اوجِ تماشائے رخت کیست ہواگیر
گو طائرِ قدسیست بپرواز نگاہے

چون ناز ترا زینت و زیبے نیاز است
زیبد کہ براو افگنی از ناز نگاہے!

از خلق جدا ہستی و ہم در ہمہ بائی!
از جملہ مبرّائی و در جملہ در آئی!!

بی نام و نشان بودی و گنجیۂ پنہاں
از بہرِ شناسائی خود صورتِ مائی!

بر وحدتِ ذاتست غرض کثرتِ شانت
یک شانِ تو خلقست دگر شانِ خدائی

ہم شاہِ جہانی بسرت افسرِ شاہی
ہم دلق ببرداری و ہم شکل گدائی!

ہم معتکفِ مسجدی و سبحہ بدستے
ہم دوش بزناری و در بتکدہ بائی!

ہم بارکشِ خرقہ و ہم رند قباپوش
ہم زاہد مرائی و ہم ترکِ ختائی

ہم صوفی و رقاصی و ہم صورتِ مطرب
ہم چوبی و ہم تاری و ہم صوت و صدائی

ہم نالۂ جانکاہی و ہم خندۂ جانبخش
ہم سوزی و ہم سازی و ہم درد و دوائی

ہم بُلبلِ شیدائی و زاری و نزاری
ہم در چمنِ و ہر گلِ ہم جلوہ نمائی!

ہم خطی و ہم خالی و ہم چہرۂ زیبا
ہم کاکلِ مشکینی و ہم زلفِ دوتائی!

ہم خرمنِ گلزاری و ہم برقِ تبسّم
ہم دیدۂ فتّانی و بالاے بلائی!

ہم شوری و ہم فتنہ و ہم آفت جانی
ہم غمزہ و ہم عشوہ و ہم ناز و ادائی

ہم خنجر مژگانی و ہم تیغ دو ابرو
ہم تیر نگہ در ہدف سینۂ مائی !

ہم غافل و ہشیاری و ہم بیہش و سرمست
ہم واعظ و ہم پیرزہِ مغبچہ ہائی !!

ہم قاضی و ہم مفتی و ہم حکم شریعت
ہم گفتہ انا الحق بسر دار بر آئی

ہم مرشد کاملِ گشتہ بشکلِ شہ جیلانی !
بروئے نیاز آئی و ارشاد نمائی !!

اے دل تو چنین در شغب و شور چرائی
وے دیدہ بگو صورتِ ناسور چرائی

ای سینۂ من ریشِ دل از بہر کہ داری
وے لختِ جگر سوختہ چون طور چرائی

وے خندۂ من صورتِ گریہ بچہ گشتی
وے صبح صبیحم شبِ دیجور چرائی !!

اے راحتِ جان شکلِ غمم آمدہ چونی
وے جانِ من آزاری و رنجور چرائی ؛

در معنیِ فی انفسکم غور و نگہ کن !
معشوق برداری و مہجور چرائی !

دلدارِ تو نزدیک ترست از رگ جانت
افتادہ بہ پندار دوئی دور چرائی !

خورشید جمالِ رخ محبوب عیانست
ای شب پرکِ دیدۂ جان کور چرائی

جانان بجہان ست چو دریا بقطرات
چون قطرہ بدریائی و در شور چرائی !

از زندگی افزائے لبِ ساقی سرمست
مے نوش کن و ہان بلبِ گور چرائی !

ای زاہد افسردہ بیا رو بخدا شو !
در حرص بہشت و ہوس حور چرائی

یک جو نہ ہم قیمت این طاعتِ مہمل
بر تکیۂ این زہد تو مغرور چرائی !

بر قولِ نیاز ست اگر علم یقینیت !
پس دیدہ و دانستہ بدستور چرائی

بر چہرۂ تو نقاب تا کے
بر چشمۂ خور سحاب تا کے

بر دیدۂ ما حجاب از ماست
در ماؤ تو این حجاب تا کے

بر بحر حقیقتم گذر دہ !!
بینم بغلط سراب تا کے

یک حرف ز عشقِ خود سبق دہ
خوانم قصصِ کتاب تا کے

بیخود ز خودم کن و بخود دار
مانم بخودی خراب تا کے

مستم بکن از نگاہِ مستت !
دارم ہوسِ شراب تا کے

باشم بہ تعلقاتِ ذرات !
واماندہ ز آفتاب تا کے

اے دلبر من جمال بنما
وے جانِ من این حجاب تا کے

گرداں ز دو کون بے نیازم
گردم پئے آں خراب تا کے

ندانم کیستم مارا چہ نامے !
بحیرت اندرم ہستم کدامے

بحُسن روئے خود سرشار و مستم ! — نہ بینا دانم و نے مے نہ جامے
نباشم بر زمیں نے بر سماوات ! — مگر در مکاں دارم مقامے
عجب جائیست اندر ملک جانم — کہ آنجا نے سحر باشد نہ شامے
چہ مہرم شد برون از مطلع غیب — زتابم شد عیاں ہر خاص و عامے !
بظاہر گرچہ فانی مینمایم ! — و لے در باطنم دارم دوامے !
ز وحدت سوی کثرت چوں برایم — ہموں دم باز گردم تیز گامے
بہر آنے بشانے دیگر آیم ! — نمیدارم بیک شانے قیامے
گہے بر صورت بلبل بنالم ! — گہے بشکلِ گل آیم خندہ فامے !
بجعبہ شیخ و در دیرم برہمن ! — مغم در میکدہ ہم مے و جامے
بہر مشرب کہ بینی نیست جز من ! — زمن بشنو بہر ملت کلامے

بباطن نازو در ظاہر نیازم !!
بہ معنے خواجہ در صورت غلامے

مثنوی

یار من باکمالِ رعنائی — خود تماشا و خود تماشائی
عشقبازی بخویشتن دارد — غیرتش تاب غیر کے آرد

در ازل دیدہ بر رخش واکرد — خویشتن را بخویش شیدا کرد !
در بطونش نمود عشق مقام — شد مسافر سکونت و آرام !
شد چو حبّ نظارہ دامن گیر — گشت مطلق بدامِ قید اسیر
از تقاضائے حُبّ جلوہ گیری — آمد اندر حصار شیشہ پری
خواست آن حُسنِ بی نظیر و مثال — متجلی شدن باین امثال
ناگہان کرد امر کن فیکون — نقش بستہ جہانِ بوقلموں
شد ہزاراں ہزار شکل غریب — از تجلی نورِ ذاتِ حبیب !!
یک جہانے ز جنس جن و ملک — واں دگر از عناصرست و فلک
خود برآمد بشکلِ ایں اکواں — حب در خواستِ حضرتِ اعیاں
ہست عالم تمام مرآتش — کاندر و ظاہرست آیاتش
طرفہ ترانیکہ رائیِ و مرآت — جز یکے نے چہ گو یمت ہیہات
لیک اندر جہانِ کہنہ و نو — جُست و جوئے نمود بانگ دو دو
ہیچ کس را نیافت این قابل — کہ ظہورش بود درو کامل
آخر الامر سوے آدم دید ! — بہتر و خوبتر ز عالم دید
متصف باصفات تنزیہی ! — ہم درو وصف و نعت تشبیہی

Restored by: Zulfikar Ali Niyazi, Mobile: +91 9903992110

زینِ سبب شد خلیفه اش انسان — دیگری کس نبود لایقِ آن !
اوست آینه صاحب الوجهین ! — گر ببینی تو با حقیقتِ عین !!
روی سوی خصائص ربی ! — وجه طرفِ نقائص عبدی !
سجده اش با نقائص عبدی — جانب آن خصائص ربی !
پس همون ساجدست وهم مسجود — نیست در دهر غیر او موجود !
جز عدم نیست غیر ذاتِ خدا — پس بود عینِ او همه اشیا
مجملی هست انچه گفت نیاز ! — کرد کوتاه قصهای دراز !
بایدت گر برین دلیل گواه — کن نظر جانبِ کلام الله !
امر ربّی ست روح و سرّ خداست — ذکر بی کام و بی زبان اوراست
حیف در بند جسم در مانی ! — نشنوی صوتِ پاک رحمانی
یارِ تو هر دمست با تو کلیم !! — حیف تو نشنوی کلامِ قدیم !
همه عالم پُرست از آواز — لیک درهای گوشِ خود کن باز
باز کردن همین بس ست ترا — بند سازی رهِ شنیدن را !
بشنوی یک کلام نامقطوع — کز حدوث و فنا بود مرفوع !
اوّل و آخرش جو بیحد شد — زان سبب نام او با نخد شد

عالمِ صوت ازو ظهور گرفت — از حضورش بساطِ نور گرفت !
رونق افزایِ انجمن اُو شد — فیض بخشایِ هر سخن او شد !
گر باظهار رو نیاز وردی — نام آواز در جهان نه بُدی
بشنو آن بانگِ پُر سرور از گوش — کن فراموش خویش را ذبهوش !
غرق شو در میانِ بحر محیط ! — ذات بی کم و کیف نور محیط !
نور بیرنگی هست وحدت ذات — وین تعیّن بود همه ظلمات !
دیدهای دلت کرنا بینست — پیشِ تو نور سر بسرا نیست !
ورنه وحدت کجا و کثرت کو — بوی عنبر کجا کجا بدبو !
تو که هرگز ندیدهٔ آن نور ! — چه بدانی حقیقت مستور
تا نیفتد شعاع نورِ خدا — بر دلت کی شود ترا پیدا
کاین همه ظلمت ست نور دگر — کی شود این و آن بهم همسر
ذات مطلق مثالِ گل باشد ! — مَبدءِ فیض جزو کل باشد !
وین دوئی و تعین ست چو خار — می کشد هر یکی ازو آزار ! !
گُل شوی گر نظر به گل آری ! — دامنِ جانِ کس نیازاری !
در تقیدِ خار در مانی ! — خود برنجی جهان برنجانی !

Restored by: Zulfikar Ali Niyazi, Mobile: +91 9903992110

تو نہ آنی ہر انچہ فہمیدی — توئی نوخاستہ گل از گلشن
گل نہ دیدی تو خار را دیدی — خار دانستی و شدی گلخن !

اندران خار و گل تو فرق مکن
گرچہ ہستند از یکے گلشن

ایدوست ببین ہمہ سوئے رو خدارا — با عین نگاہے — میدان بیقین این ہمگی ماو شمارا — مرآت الٰہی
خود بہر تماشائے رخش آمدہ بیرون — از حجلۂ خلوت — گہہ دلق ببر کردہ و گہہ صورتِ دارا — با حشمتِ جاہے
گہہ سوئے کلیسا شدہ ناقوس بدستش — در پردۂ ترسا — گہہ کردہ بدست آمدہ تسبیح و عصارا — پوشیدہ کلاہے
گہہ معتکفِ مسجد و در کنج تفرد — پنہاں ز جہاں شد — گہہ شاہد محفل شدہ آں انجمن آرا — رشکِ خور و ماہے
از روشنیِ عارض و از تابش سیما — ذرکاکامل و خانش — آور د بروں ایں ہمگی صبح و مسارا — ہر شام و پگاہے
گمراہ طریقی اگرش غیر بدانی — ای طالب مولیٰ — بینی ہمہ او گر ہمہ ایں ماو شمارا — آئی سوئے راہے
مانند نیازؔ آئی بروں از چہ ہستی — گر عاشق حقی — زان پس تو خدا باشی و بینی تو خدارا — در ہر بر کاہے

دیگر

در کسوت نو آمدہ آن دلبر زیبا — ہر شام و پگاہے — گہہ مہر درخشندہ بروئے ہمہ دنیا — گہہ صورت ماہے
گہہ فرش گہے عرش گہے بحر گہے بر — گہہ صورتِ قطرہ — شکل صدف آمدہ گہہ گوہر یکتا — گاہے پر کاہے
گہہ دلق ببر کردہ ببازار بر آمد — در شکلِ گدایاں — گہہ تاج بسر آمدہ بر تختِ مطلاّ ! — در صورت شاہے

گہہ پیکرِ لیلیٰ شدہ خود جلوہ گری کرد — بر مسندِ خوبی — گہہ ہیکل مجنون شدہ گردید بصحرا — با حال تباہے
گہہ خندہ کناں رنگ گل آمد بہ گلستاں — در فصل بہارے — گہہ نعرہ کناں صورتِ بلبل شدہ شیدا — با نالہ و آہے
از روشنی چہرۂ زیبائے ہمو نست — ایں نورِ ہدایت — ویں ظلمتِ کفرست بکفار ہویدا — از زلفِ سیاہے
گفتست چو خود یس کمثلہٖ شئے — در حضرتِ قرآں — زاں پس بچہ ساں دانم و بینم ہمہ اشیا — جز ذاتِ الٰہی
در خلق نیازؔ این سخنِ سرِّ حقیقت — بی پردہ مفرما — ایں راز نگہدار بکنج دل شیدا — با حفظ نگاہے

دیگر

سرِّ خفی از مطلع انوار بر آمد — نادیدہ عیاں شد — از بہر ظہورش پے اظہار بر آمد — بر خود نگراں شد
خود گفت انا الحق بسر دار بر آمد — سر دار جہاں شد — خود بود کہ آں بر سر انکار بر آمد — تعزیر جہاں شد
خود بود کہ بر شاخِ ثمر دار بر آمد — در صورتِ انگور — خود خم شدہ از خم خمار بر آمد — مدہوش کناں شد
خود معتکفِ مسجد و تسبیح بدستش — بر روئے مصلّا — ہم خود ز در میکدہ سرشار بر آمد — بیہوش رواں شد
گہہ درہم و دینار گہے حور و قصور ست — گہہ طالب اینہا — گہہ دست ازیں شستہ پے یار بر آمد — یابندۂ آں شد
گہہ شعلۂ نوری شد بر طور بر افتاد — تا خلق بترسید — گہہ نار شد و صورتِ گلزار بر آمد — بشگفت جناں شد
گہہ مصحفِ قرآن گہے بید و پر انست — گہہ دانۂ تسبیح — گہہ تار شدہ صورتِ زنار بر آمد — از کفر نشاں شد
گہہ نرم دل و صاحب اخلاق حمیدہ — تمثال محمد — گہہ بر صفت ظالم و خونخوار بر آمد — قتال زماں شد
گہہ ژالہ و گہہ برف گہے ابر مطرست — گہہ شکل جنابے — در لحظہ بدریا شدہ ہموار بر آمد — آں بود کہ آں شد
در شکل نیازؔ آمدہ ایں شرح بیاں کرد — باغور نگہ کن — خود نیست نیازے آنکہ بگفتار بر آمد — ناداں بگماں شد

ولہ

خود تاج بسر صورت شاہانہ بر آمد ۔ دارائے جہاں شد ۔ خود دلق بہ شکل گدایانہ بر آمد ۔ دُکان بدگاں شد

خود گشت بت و خود تراشید بتانرا ۔ در صورت آرا ۔ خود گشت خلیل و سوے بتخانہ بر آمد ۔ بشکست دروان شد

خود بر صفت شمع پر انوار عیان است ۔ روشن کن مجلس ۔ خود بود کہ صورت پروانہ بر آمد ۔ قرباں بجاں شد

حقا کہ ہمونست کہ او پردہ نشین بود ۔ در حجلۂ غیبت ۔ با صورت زیبا ز نہا نخانہ بر آمد ۔ در عین عیاں شد

گاہی متحمل شدہ بر مسند خوبی ۔ در صورت لیلا ۔ گہہ قیس شدہ عاشق دیوانہ بر آمد ۔ بیخانہ دماں شد

گہہ صورت زلف آمدہ گہہ ہیت کاکل ۔ دام دل عاشق ۔ گہہ چوب شدہ بر صفت شانہ بر آمد ۔ در موے بتاں شد

خود بود کہ او رفت ز جیلان سوے بغداد ۔ شیخ ہمہ عالم ۔ خود گشت نیاز و چو مریدانہ بر آمد ۔ از معتقداں شد

دیگر

چوں دید دلم در کف او رنگ حنارا ۔ ای بار چہ ہاے ۔ خون گشتہ بر آمد کہ بوسد کف پارا ۔ گاہے سر راہے

ناگاہ بروں آمدہ از حجلۂ خلوت ۔ آن شوخ ستمگر ۔ در چشم زدن بزد ز ما شرم و حیارا ۔ کج کردہ کلاہے

گفتم کہ چہ کردی بجہاں شور تو افتاد ۔ گفتا بجلاے ۔ گفتم بہ چہ گرد آمدہ این خلق شمارا ۔ گفتا بہ نگاہے

سوزی خس و خاشاک من از شعلہ حسنت ۔ گر جلوہ نمائی ۔ کو آتش برق رخت ای یار دل آرا ۔ کو بن پر کاہے

گر بر سر من آئی و من رہک گوئی ! ۔ گویم کہ تو ہستی ۔ نارم بہ نظر ہیچ کسے غیر شمارا ۔ معبود الٰہی

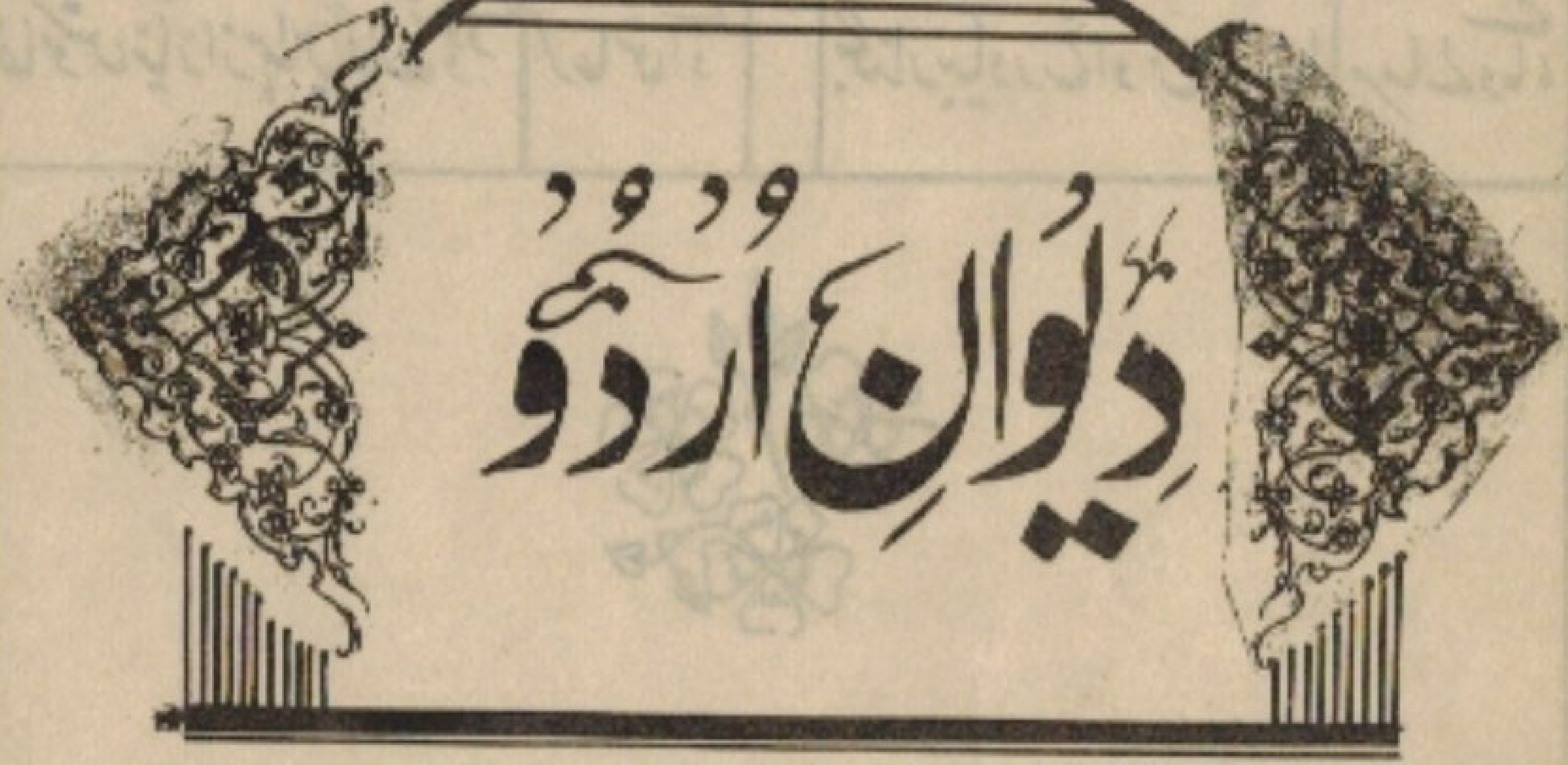
جز ذات تو کس را نکنم سجدۂ تعظیم ۔ ای دلبر زیبا ۔ در شان تو گویم صفت و مدح ثنا ورا ۔ ہر شام و پگاہے

از رفتن جانم نعمت ہیچ غمم نیست ۔ ای حضرت جاناں ۔ ہر لحظہ تو میر سداین راز گدا را ۔ جائے و پناہے

خاموش نیاز از ہمہ این گفت و شنود ے ۔ گر عاشق اوے ۔ بگذار بیاد رخ او صبح و مسا را ۔ ہر سالے و ماہے



Restored by: Zulfikar Ali Niyazi, Mobile: +91 9903992110



گر کون و مکان مظہر نیرنگ نہ ہوتا
ہر آن میں اُسکا یہ نیا ڈھنگ نہ ہوتا

ہوتا نہ اگر اُس کے تماشا میں تحیّر
حیرت سے میں آئینہ نمط دنگ نہ ہوتا

گر شان پیمبر کی ابوجہل پہ کھُلتی
اُسلام کے لانے میں اُسے ننگ نہ ہوتا

اسرارِ حقیقت کے خبردار جو ہوتے
ہفتاد و دو ملّت میں کبھی جنگ نہ ہوتا

امکان سے باہر ہے تری کنہ کا پانا
ورنہ دل آگاہ مرا تنگ نہ ہوتا

گر پردۂ غفلت کو تو ہم سے اٹھاتا
اے عشق نیاز آگے ترے سنگ نہ ہوتا

چادر سے موج کی نہ چھُپے چہرہ آب کا
برقع حباب کا ہو بُرقع حباب کا

اپنا ہی کچھ تصرُّف اوہام ہے کہ ہم
چہرے پہ حق کے پاتے ہیں پردہ نقاب کا

آنکھیں موندی ہوئی ہوں تو پھر ہے دن بھی رات
اس میں قصور کیا ہے بھلا آفتاب کا

کس کام کی یہ ہستی موہوم کائنات
سیراب کب کرے تجھے دہو کا سراب کا

اپنا حجاب آپ ہے تو اے میاں نیاز
اوٹھنے میں تیرے ہوتا ہے اُوٹھنا حجاب کا

اے دل جناب قدس میں تو کب رسا ہوا
دنیا کی ہائے اندھن میں ابھی تو پھنسا ہوا

گنجایش خیال طلسمِ جہاں کہاں
آنکھوں میں جسکے جلوۂ حق ہے بسا ہوا

خطرے کو حُب جاہ کے دل سے نکالئے
یہ بطرح کا چور ہے گھر میں دھنسا ہوا

معیار عشق پر زر ہمت لگا کے دیکھ
پکّا جو ہے طلا ہے کسوٹی کسا ہوا

گھر کو تو اپنے ہستی کے ویران کر نیاز
ہستی سے حق کے پھر وہ رہے گا بسا ہوا

کیا جانے کسکی گھات میں نکلا کسا ہوا
وہ شوخ ہاتھ قتل جہاں پر رسا ہوا

اپنا تو ملک دل ہی کبھی سے اُجڑ گیا
لیکن چراغ داغ سے کچھ ہے بسا ہوا

دل خانۂ خدا ہے صنم اِس کو مت گرا
ممکن نہیں جو پھر لیے یہ گھر گھسا ہوا

ہرگز نہ آئی مہر تجھے میرے حال پر
ہر چند آہ و نالۂ صبح و مسا ہوا

ہوتا ہے کوئی خندۂ گل سے شگفتہ دل
اُس غنچہ لب کو دیکھا ہے جسنے ہنسا ہوا

اے مرغِ دل اُکھڑ گئے جب بال و پر ترے — کہہ کیا کریگا دام سے چھٹ کر پھنسا ہوا

پھولا نہیں سماتا ہے جامہ میں اپنے پھول — یا اوس کی بو میں پیرہن اپنا بسا ہوا

بیٹھا نہیں ہے ایسا مرے دلمیں دردِ غم — بن جی لئے جو نکلے یہ کافر دھنسا ہوا

مارا تمہاری زلف کا ہرگز نہ بچ سکے — سو بار بچ رہا ہو جو افعی ڈسا ہوا

ہوں میں نیازمند جناب امیرؑ کا — اس واسطے میں صاحبِ فخرِ رسا ہوا

سُن سُن کے شورِ عشق کے حالات اے نیاز
ڈر ڈر کے دل بغل میں ہے جاتا دھنسا ہوا

تمہارے دور میں ہمنے ساقی عجب ہی دورِ شراب دیکھا
اِدھر تو واعظ گرا پڑا تھا اُدھر کو زاہد خراب دیکھا

جو ایک جھپکی میں جز سے کل ہوا اور ایک قطرہ سے ہوئے دریا
تمام عالم میں تو نے ہمدم کوئی بھی مثلِ حباب دیکھا

وہ مست میخوار ادھر کو آیا مگر یہ لالچ ہی اوس کو لایا
کہ میرے خوں کو شراب گلگوں دل و جگر کو کباب دیکھا

چمن میں نرگس کہیں ہے بیمار اوس کی آنکھوں کو دیکھ کر کے
کہیں ہے زلفوں کے غم میں سنبل نے ہائے کیا پیچ و تاب دیکھا

تمہارے مکھڑے کے نیچے زلفوں کے دیکھ کر کیا مثال کہئے
برائے گفتن مگر یہ کہئے کہ مہر زیرِ سحاب دیکھا !!

نہیں ہے دکھو کا کچھ اس میں اے دل کہ ہے یہ دھوکا طلسمِ عالم
جو کچھ سُنا تھا سو ہے فسانہ جو کچھ کہ دیکھا سو خواب دیکھا

نیاز ایسا ولیِ برحق کہ پیر مرشد ہو اولیاء کا
بتا تو اُمت میں اس نبیؐ کی کوئی بھی بن بو ترابؓ دیکھا

تمہارے عشق میں گر جان کے دینے سے میں اڑتا
کوئی دن جی کے آخر موت سے مرنا ہی پھر پڑتا !!

کہاں یہ عشق کا مرنا کہاں وہ موت سر پڑنا
یہاں اب روح قدسی ہوں وہاں زیرِ زمین پڑتا

زیارتگاہِ عالم آج ہے یارو مزار اپنا
کہو حاسد کو تو بھی ساتھ میرے آ یہاں گر پڑتا

اگر پروانہ بلبل کی طرح مرنے سے تھم رہتا
یہ رونا شمع کو اس کیلئے تا صبح کیوں پڑتا

یہ سنگینی و سبکی تیری واعظ سب پہ کھل جاتی

ترازوی محبت میں اگر آ کر کے تو تڑتا

نیاز آخر ترا دل تخت رب العلمین ہوتا
خس و خاشاک غفلت سے اگر یہ خوب سا جھڑتا

جونہی آمد آمد عشق کا مجھے دل نے مژدہ سنایا
خرد و حواس و شکیب نے وہیں کوس کوچ بجا دیا

جسے دیکھنا ہی محال تھا نتھا اُسکا نام و نشان کہیں
سو ہر ایک ذرّہ میں عشق نے ہمیں اُسکو جلوہ دکھایا

کروں کیا بیان میں ہمنشیں اثر اس کی لطف نگاہ
کہ تعینات کی قید سے مجھے ایک دم میں چھڑا دیا

میرے جھکنے کیلئے ایک جرعہ بھی اُس شراب کا تھا بہت
تو نے سیر چشمی سے ساقیا سر خم کو لے کے جُھکا دیا

تجھے عشق دل ہی سے کام تھا نہ کہ استخوان کا پھونکنا
غضب ایک شیر کے واسطے تو نے نیستاں کو جلا دیا

تری ناصحا یہ چنیاں چنیں کہ ہیں خود لپسندی کے سب ترین
نہ دکھائی دیگی کبھی کہیں جو کسی نے تجھ کو سجھا دیا

رکھیں ہیں نیاز یہ اہل دل ترے شعر سننے کا اشتیاق
غزل ایک دوسری اور کہہ تجھے حق نے فکرِ رسا دیا

تو نے اپنا جلوہ دکھانے کو جو نقاب مُنہ سے اُٹھا دیا
وہیں حیرت و بے خودی نے مجھے آئینہ سا بنا دیا

وہ جو نقشِ پا کی طرح رہی تھی نمود اپنے وجود کی
سو کشش سے دامنِ ناز نے اُسے بھی زمیں سے مٹا دیا

کیا ہی چین خواب عدم میں تھا نتھا زلفِ یار کا کچھ خیال
سو جگا کے شور ظہور نے مجھے کس بلا میں پھنسا دیا

ذرا چھپ نگاہِ رقیب سے پڑی اُس گلی میں تھی میری خاک
تو نے ایک جھونکے میں اے صبا اُسے وہاں سے اڑا دیا

رگ و پے میں آگ بھڑک اُٹھی پھنکے ہے پڑا سبھی تن بدن
مجھے ساقیا مئے آتشیں کا یہہ جسام کیسا پلا دیا

یہ نہال شعلۂ حُسن کا ترا بُڑھ کے سر بہ فلک ہوا
میری کاہ ہستی نے مشتعل ہوا وسے یہ نشو و نما دیا

جبھی جا کے مکتبِ عشق میں سبقِ مقام فنا لیا

جو لکھا پڑھا تھا نیازؔ نے سو وہ صاف دل سے بھُلا دیا

خانقاہِ چشت میں جسنے قدم پہلا رکھا — دوسرا اُس کا قدم پھر عرش کے بالا پڑا
قاب قوسین اُسکے آگے ایک ہے ادنیٰ مقام — واں پہونچکر کچھ نہ پوچھو کیا ہے کیا پھر کیا ہوا
نقش ہستی مٹ گیا نام و نشان سب اُٹھ گیا — صاف مطلع ہوگیا جو تھا یہاں واں کچھ نہ تھا
سخت مشکل ہے دلا اُسکا پھر آنا اسطرف — وہ نہ اُن مردوں میں ہے جنکو مسیحا لے جلا

کیا ہی جی کو بھاتی ہیں باتیں یہ تیری اے نیازؔ
قولِ حق ہم تو سمجھتے ہیں میاں تیرا کہا

معمور ہو رہا ہے عالم میں نور تیرا — از ماہ تا بماہی سب ہے ظہور تیرا
اسرارِ احمدیؐ سے آگاہ ہو سو جانے — تو نورِ ہر شرر ہے ہر سنگ طور تیرا
ہر آنکھ تک رہی ہے تیرے ہی مُنہ کو پیارے — ہر کان میں ہوں پاتا معمور شور تیرا
جب جی میں یہ سمائی جو کچھ کہ ہے سو تو ہے — پھر دل سے دور کب ہو قرب و حضور تیرا
بھاتا نہیں ہے واعظ جز دیدِ حق مجھے کچھ — تجھ کو رہے مبارک حور و قصور تیرا
وحدت کے ہیں یہ جلوے نقش و نگار کثرت — گر سرِ معرفت کو پاوے شعور تیرا

گر حرفِ بے نیازی سرزد نیازؔ سے ہو
پُتلے میں خاک کے ہے پیارے غرور تیرا

اے دل کہیں نجا یو زنہار دیکھنا — اپنے ہی بیچ یار کا دیدار دیکھنا
خوباں اس جہاں کا تماشا جو تو کرے — آئینہ دار طلعت دلدار دیکھنا
نیرنگیوں سے یار کی حیران نہ ہوجیو — ہر رنگ میں اُوسی کو نمودار دیکھنا
اے دل قمارِ عشق میں ٹک کھیلو سنبھل — بازی نہ دیجو ہار مرے یار دیکھنا
گر نقدِ جاں طلب کرے وہ شوخ دلرُبا — انکار واں نہ کیجو زنہار دیکھنا

ہرگز دوا نہ کیجو اس غم کی اے نیازؔ
سب راحتوں سے غم کو مزے دار دیکھنا

عشق میں آ عجب مزا دیکھا — خویش و بیگانہ آشنا دیکھا
نکتۂ اُنّما سے واقف ہو — چہرۂ یار جا بجا دیکھا
بلکہ یہ بولنا تکلّف ہے — ہم نے اُوس کو سُنا ہے یا دیکھا
دیکھتا آپ ہے سُنے ہے آپ — نہ کوئی اوس کا ماسوا دیکھا
دید اپنے کی تھی اُسے خواہش — آپ کو ہر طرح بنا دیکھا
صورتِ گل میں کھل کھلا کے ہنسا — شکلِ بلبل میں چہچہا دیکھا
شمع ہوکر کے اور پروانہ — آپ کو آپ میں جلا دیکھا
کرکے دعویٰ کہیں انا الحق کا — بر سرِ دار وہ کھنچا دیکھا

تھا وہ برتر شما و ما سے نیاز
پھر وہی اب شما و ما دیکھا

یار کو ہم نے جا بجا دیکھا — کہیں ظاہر کہیں چھپا دیکھا
کہیں ممکن ہوا کہیں واجب — کہیں فانی کہیں بقا دیکھا
کہیں بولا بلیٰ وہ کہہ کے الست — کہیں بندہ کہیں خدا دیکھا
کہیں بیگانہ وش نظر آیا — کہیں صورت سے آشنا دیکھا
کہیں وہ بادشاہِ تخت نشیں — کہیں کاسہ لئے گدا دیکھا
کہیں عابد بنا کہیں زاہد — کہیں رندوں کا پیشوا دیکھا
کہیں رقاص اور کہیں مطرب — کہیں وہ ساز باجتا دیکھا
کہیں وہ در لباسِ معشوقاں — برسرِ ناز اور ادا دیکھا

کہیں عاشق نیاز کی صورت
سینہ بریان و دل جلا دیکھا

خواجہ معین الدین کے گھر آج دھاتی ہے بسنت
کیا بن بنا اور سج سجا مجرے کو آتی ہے بسنت
پھولوں کے گڑوے ہاتھ لے گانا بجانا ساتھ لے

جوبن کی مدہ میں مست ہو ہو راگ گاتی ہے بسنت
چھتیاں اُمنگ سے بھر رہیں نیناں سے نیناں لڑ رہیں
کس طرز معشوقانہ سے جلوہ دکھاتی ہے بسنت
لے سنگ سکھیاں گلبدن رنگ بسنتی کا برن !
کیا ہی خوشی اور عیش کا سامان لاتی ہے بسنت

ناز و ادا سے جھومنا خواجہ کی چوکھٹ چومنا
دیکھو نیاز اس رنگ میں کیسی سہاتی ہے بسنت

لشکر غم آپڑا اقلیم دل پر ٹوٹ ٹوٹ — یاں ندا آئے الامان تھی واں صدا لوٹ لوٹ
دیکھ کر نیرنگیاں تیری اسیرانِ ملل — ملت و مذہب کی قیدوں سے گئے ہیں چھوٹ چھوٹ
تک بچائے پاؤں کو سنبھلا ہوا گھر سے نکل — پٹ گیا کوچہ ترا شیشہ دلوں کے پھوٹ پھوٹ
کچھ بھی تجھ میں ہے مروت آ مرے نا آشنا — تیری آنکھوں میں یہ چشمی بھری ہے کوٹ کوٹ
ہاتھ ہاتھوں سے کب آتی ہو میاں تیری کمر — جبکہ وہ رہ جائے ہے شست نگہ سے چھوٹ چھوٹ
گرم رو راہِ عدم کا ہوں اگر آوے تو آ — سانس کو اب تک تو چھاتی میں رکھا ہے گھوٹ گھوٹ

چل چل ہے کارخانہ ہستی موہوم کا
چل نیاز اب حق سے مل اپنی خودی سے چھوٹ چھوٹ

رات تیری یاد میں اتنا میں رویا پھوٹ پھوٹ !
ٹوٹ پانی آنسوؤں کا آئیں آنکھیں پھوٹ پھوٹ !
عقل و دیں کی بستئیں تاب و تواں کی نگرئیں !
آ غنیم غم نے کیں ویران ساری لوٹ لوٹ !
پیچ میں زلفوں کے آ کر کب نکل سکتا ہے دل
گرچہ بھاگا ہے وہ پنجہ سے اجل کے چھوٹ چھوٹ
ہاتھ کو دنیاؤ دیں سے جھاڑ لے اہل وجد!
مت ستا ناحق زمیں کو پانوں اپنے کوٹ کوٹ
پشتیِ دیوار ہستی ہے شکست و ریختن !
گر بنا اپنی بنی چاہے بنا کر توڑ توڑ !
کیا کروں رازِ دروں کو آگے چھپ سکتا نہیں
ضبط کر کر تھا چھپایا اب تلک تو گھوٹ گھوٹ !
جوش زن ہے عشق کی مے اب خمِ دلمیں نیاز
گہہ اُبل باہر گرے گہہ خم سے نکلے پھوٹ پھوٹ
اس تعین کی گرفتاری سے اے دل چھوٹ چھوٹ
احباب آسا بدریائے حقیقت ٹوٹ ٹوٹ

یہ سب ادیان و ملل ہیں شاخہای یک درخت
ایک جڑ سے ہیں یہ نکلی ڈالیاں سب پھوٹ پھوٹ
جب تلک نمرودی پندار تیرے سر میں ہے
سرزنش کی موگری سے سر کو اپنے کوٹ کوٹ
لٹ رہی ہے گنجِ عرفاں بر درِ شاہ عرب ص
دیکھتا کیا ہے دلا چل دونوں ہاتھوں لوٹ لوٹ
وہ جو تھے زندانِ ناسوتی کے مدت سے اسیر
اوج لاہوتی کو پہونچے یک نگہہ میں چھوٹ چھوٹ
خدمتِ مرشد میں رہ جوں برگ گل ہمراہ قند
فیضِ صحبت کب اٹھے او جبتک ملے ٹوٹ ٹوٹ

عالمِ بالا کو پہنچو گے کوئی دم میں نیاز
گر رکھا ایسا ہی دودِ آہ دل میں گھوٹ گھوٹ

آ غنیمت خانۂ دنیا میں کیا کی ٹوٹ ٹوٹ
تھے کئی دم جو رفیق اپنے گئے سب چھوٹ چھوٹ
قاضی و ملا و مفتی محتسب زاہد فقیہ
سب گئے دورہ میں تیرے میکدہ کو پھوٹ پھوٹ
چشم بد سے دور رہیو کیا ہی آب و تاب ہے
ہو گئی یہ آنکھیں بنائی موتیوں سے کوٹ کوٹ
دیکھ میرا خون اشک اُس نے کہا سب مجھکو دیکھ
تیری آنکھوں میں گئی میری حنا سب چھوٹ چھوٹ
کیا ہی نازک ہے میاں تیرا گلو نامِ خدا
ہے جھلکتا پان کا رنگ اس سے باہر پھوٹ پھوٹ
تیرے بکنے پر ہنسی آتی ہے مجکو ناصحا
اب تلک تھم تھم رہا ہوں منہ کو اپنی کوٹ کوٹ

اب تو عاشق ہو چکے ہونی جو ہو سو ہو نیاز
عشق طفلوں کی نہو بازی کہ جاوے ٹوٹ ٹوٹ

لایا تمہارے پاس ہوں یا پیر الغیاث
کر آہ کے قلم سے میں تحریر الغیاث

لاہوت سے اوتر کے ہوں ناسوت میں پڑا
کیا کچھ ہوئی مقام کی تغیّر الغیاث

حرص و ہوائے نفس ہے زنجیر پائے دل
پاتا نہیں نجات کی تدبیر الغیاث

سوز و گداز آہ و تپش نالۂ و فغاں!
سب کچھ ہوئے و لے نہیں تاثیر الغیاث

عاجز ہوں اور بیکس و ناچار و ناتواں
مضمون آہِ دل کی ہے تفسیر الغیاث!

ہم آپ کے کہاتے ہیں یا پیر دستگیر
سُن لو مریدا نپے کی یا پیر الغیاث !

مشکلکشائے خلق ہو تم شاہِ اولیا
ہے اسلئے تمہاری تقاگیر الغیاث !!

کرتے ہو مشکلاتِ جہاں ایک پلمیں حل
کیوں حق میں میرے اتنی ہے تاخیر الغیاث !

گر سنکے الغیاث نیاز آپ داد دیں
دنیا و دیں میں پاتی ہے توقیر الغیاث !

یا غوثِ اعظم آپ سوا کون ہے مرا
کسکے کنے میں جا کروں تقریر الغیاث !

دیکھو تو میں نیاز ہوں سر سے پاؤں تک
یا ہوں میں الغیاث کی تصویر الغیاث !

خاک کے پُتلے نے دیکھ کیا ہی مچایا ہی شور
جن و ملک کے اوپر کر رہا ہے اپنا زور

عشق کے میدان میں آ صورت انسان بنا
عاشق مولا ہوا چاند کا جیسے چکور !

سینہ میں قلزم کو لے قطرہ کا قطرہ رہا
بل بے سمائی تری اُف رے سمندر کے چور

جبُ وہ ہوا جلوہ گر تختِ خلافت اوپر
عالمِ ملکوت کے اُڑ گئے ہاتھوں کے مور

دلمیں ہم اپنے نیاز کہتے ہیں سو طرز ناز
سو جھے ہے یہ بھید اُسے جسکی نہو چشم کور

سمندِ ناز کی جب باگ اونے دی ٹک چھوڑ
وہیں ٹھٹھک رہے براق سُلمیٰ منہ موڑ

جو خط جوہری ممکن نہیں حکیم کہے
تو اُوس کی دیکھ کمر کیا کرے گا توڑ اور جوڑ

کب اوس کے تیر نگہ کا کسی سے ہو انداز
جہاں ہو نیچہ سو فار بہال کا سر توڑ

کہاں تھی رات کدھر تھی نظر نہ آئی رات
نقاب زلف دیا شب جو اُس نے منہ پر چھوڑ

نہیں کو تیری نہیں ہے نہ ہے کو تیری نہیں
زمانہ ٹوٹ پڑے پر نہ پلٹے تیری موڑ !

بھٹک رہا ہے تری کو دیکھا ند میں طفرہ
دل ایسی کونسی کل ہے جسے تو لے ہے مڑوڑ

نیاز شعر خیالی نہیں پسند عوام
غزل کہو تو کہو ٹک خیال بندی چھوڑ

ہمارے شیشۂ دل کو جو توڑتا ہے توڑ
پر اسکو پھینکیو ٹک اپنی رہ گذر کو چھوڑ

تو اپنے جور و جفا سے نہ درگذر پیارے
میں اپنی مہر و وفا سے نہ ہوں کبھی مُنہ موڑ

محبت اپنی نہ ٹوٹیگی آپ کے توڑے
ہزار گونہ اگر توڑیگا تو ہوں گا جوڑ !

یہ عشق ایسا چھلاوہ ہے جسکے چھل میں دیو
دیوانہ ہو کہے ہے کہ بلا کی مجھ پہ کہوڑ

ہر ایک رات شبِ قدر سے ہو روشن تر
گر اپنے موہنہ کو وہ مہرو بسمت شب لے موڑ

جمالِ یار کے قابل نہیں مری آنکھیں
اب اُنکو بند رکھوں میں ہمیشہ یاد دل پھوڑ

میں ایک بات بھی تیری نہ مانوں اے واعظ
کہا کر ایک سی لیکر کے تا بہ لاکھ کروڑ

چُوئے ہے حضرت شبیر کی یہاں رتی
جو سُرخ رنگ چاہے جا دلائے بوڑ

اگر حقیقت عرفان کا ہے شور مچا
نیاز فکرِ سخن کر رہ مجاز کو چھوڑ !

حُباب کی طرح اپنے تئیں بنا کے توڑ
طریقِ حق میں یہی توڑ ہے خدا سے جوڑ

بدن کے توڑے ہوا کے سوا نہ نکلیگا
خدا ہی نکلے جو دیکھے خودی کا بھانڈا پھوڑ

تعینات کے نقطوں سے ہے کثیر احد
وہی ہے ایک یہ دس سو ہزار لاکھ کروڑ

صنم کو پوجے برہمن حرم کو مانے شیخ
یہ دونوں ایک ہیں مالوں کے کیسے دول جھوڑ

سوائے ہستی حق کے جو کچھ نظر آوے
یقین جانو کہ دیو خیال کی ہے کھوڑ

ازل سے لیکے ابد تک وہی جو ہے سو ہے
برنگِ بحر رواں جسمیں ہے نہ توڑ نہ جوڑ

عبث ہے شعر و سُخن کی یہ توڑ جوڑ نیاز
پس اپنے ذکر کی اور فکر کی طرف مُنہ موڑ

جس یار کی ہو یاد میں گھر بار فراموش
ہوتا ہے کوئی دل سے وہ دلدار فراموش

جو مست ہیں تجھ درس کے اے ساقی سرشار
ہو کیوں نہ انہیں خانۂ خمار فراموش !

گر بادۂ توحید پئیں اہل مشارب
ہفتاد و دو ملت کی ہو تکرار فراموش !

پردہ کو ٹک ایک موہنہ سے اگر یار اُٹھاوے
ہوجائیں زخود مردمِ ہشیار فراموش

یہ چہرۂ زیبا جو برہمن کبھی دیکھے
ہو جائے اُسے بت کی پرستار فراموش

گر کبک دری چال یہ بانکی تری دیکھے
رہ جائے اچک اور کری رفتار فراموش

جب دل میں کھینچا نیاز کے تجھ حُسن کا نقشہ
ہو کیوں نہ اُسے صورتِ اغیار فراموش

غم کو ٹک کرتا ہے کم جریانِ اشک
طرفہ رکھتا ہے اثر در بانِ اشک !

سوزِ دل سے پُھک گیا سب رختِ تن
اب ہے دستِ آستین دامانِ اشک

آہ آتشبار کے شعلوں کو دیکھ !
گرتے گرتے تخت گاہ چشم سے
تھیں یہ آنکھیں معدنِ نورِ بصر !!

آہ پل پل سوکھتی ہے جانِ اشک
مل گئے ماٹی میں یہ خاقانِ اشک
آجکل کچھ ہو گئی ہیں کانِ اشک !

ہیں جواہر خانہ وہ آنکھیں نیاز !!
جس سے نکلے ہیں دُرِ غلطانِ اشک

کیا بلا ہے ان دنوں طوفانِ اشک
یا الٰہی زورقِ گردوں سنبھال
جُھک چکے تھے ہمتو اے یار وا بھی
جنکو آنکھوں میں سدا رکھتے تھے ہم
تھیں یہ آنکھیں منظرِ ایوانِ تن

رات دن ہے بارشِ بارانِ اشک !
بے طرح اُمڈا ہے یہ طوفانِ اشک !
گر نہ ہوتا اس گھڑی احسانِ اشک
رل گئے گلیوں میں وہ طفلانِ اشک
ہو گئیں اب مجرئی عمانِ اشک !

کچھ نہیں ہوتا ہے رونے سے نیاز
لغو ہے گر ہو کوئی نازانِ اشک

ہیں دیدۂ بینا میں ہم سارے کم و بسیار ایک
کثرت نمایاں اتنی ہو جتنا کرے تکرار ایک
عالم کہے جس کو جہاں یعنی جہانِ جسم و جاں !

شانیں ہیں سب اُس ذات کی جسکو کہے سنسار ایک
بے امتیازِ بیش و کم دانہ میں ہیں یہ سب بہم
بیخ و درخت و شاخ و گل انبوہ برگ و بار ایک
طوطی ہو جب دستان سرا سو سو طرح سے دے نو
ہر دم نئی بولے سدا اور ہے وہاں منقار ایک

عجز و نیاز اپنی طرف ناز و غرور اُسکی طرف
جب ہر طرف وہ آپ ہو پھر تو یہ ہیں ہر جار ایک

آتی ہے جبکہ نشۂ توحید کی ترنگ
آنکھوں میں اپنی جلوۂ نیرنگ چھا گیا
سینے میں میرے آہ دھواں سا اُٹھے ہے کچھ
سب کر چکی ہے اپنی حریم تعلقات !
دریائے دل سے اُٹھتی ہی موجِ الوہیت

دکھلائے ہے تجلی طوری ہر ایک سنگ
گہہ لعل و گہہ گہر کے ہیں رنگ اشک رنگ
لگتا ہے دلمیں جب نگہِ گرم کا خدنگ !
مہر بتاں کی باقی ہے کچھ کچھ مگر النگ !
رہتی ہے جی میں شورِ انا اللہ کی اُمنگ !

گردابِ دلمیں زورقِ گردوں جو غرق ہو
وسعت نہ ہووے اوسکی نیاز ایک ذرہ تنگ

کس پیار کی نگاہ کا دلمیں لگا خدنگ | مرگ و حیات اپنی ہوئی دونو ایک رنگ

کیا طرفہ اجتماعِ نقیضین ہے حکیم
آنکھوں کے وہ لڑانے میں رکھتا ہے صلح و جنگ

جور و جفا میں تیرے ہمیں لطف تازہ ہے
ہوتا ہو تنگ حوصلہ کوئی ملول و تنگ

چشم سیہ کی تیرے جو اُس پر پڑے نگاہ
ہندو ہو تیری آنکھ کو پوجے بُتِ فرنگ

داغِ جبیں پہ اپنے تو نازاں ہے زاہدا
شاید ہمارے دشت کا دیکھا نہیں پلنگ

ہیں تند خو سنگدل آے دل یہ نرم رو
نکلے ہے دل سے شمع کے دیکھو شرار رنگ

بیٹھا جو ہے تو عشق کے دریا میں آے نیاز
دیکھا نہیں ہے اُسکی بلا کا مگر نہنگ

دکھلا رہا ہے شاید نیرنگ اپنے رنگ
دیکھ اُسکی جلوہ گری نکو ہیں عقل و ہوش دنگ

آتا ہے کس ادا سے وہ کافرِ بُت فرنگ !
باہم کئے وہ آنکھ لڑانے میں صلح و جنگ

بالوں کی لٹ نے گھیری ہے چاہِ ذقن کے من
پیاسا ہو مرکی چوٹی سے لٹکا ہے یہ بھونگ !

بُلبل کو شکل گُل ہو چمن میں رولادیا !!
ہو شمع انجمن میں جلایا کہیں پتنگ !!

تیرِ نگاہ یار میں کیا زور توڑ ہے
ناوک ادہر خجل ہے اودہر دنگ ہے خدنگ

وہ پارسا ہیں دَور میں تیرے خراب و مست
مستی کے نام سے جنہیں آتا تھا عار و ننگ !

فرشِ زمیں ہے خاک نشینوں کا بسترا
بے خانمانِ عشق کا تکیہ ہے خشت و سنگ

خونِ جگر رواں ہے یہ مجرائِ چشم سے
کہتے ہو تم نیاز جسے اشک سُرخ رنگ

دشت پیمائی سے ہے اپنی بیاباں نازاں !
اپنے پاپوش سے ہے خارِ مغیلاں نازاں !

چاک ہاتھوں سے ہے جیب آنکھوںسے دامن پر اشک
جیب نازاں ہے یہاں اور وہاں داماں نازاں

فخرِ زنجیرِ جنوں ہے یہ مری پابندی !!
اور مری قید سے ہے خانۂ زنداں نازاں

پھنس گئے دام میں اُسکے جو دل و جان جہاں

کیوں نہ دلجمعی سے ہو زلفِ پریشاں نازاں !

تجھ سے تو بجھ نہ سکی آتشِ غم بھی اے ابر !

کون سے کام پہ ہے تو ارے ناداں نازاں

ٹک ذرا ہوتی ہے کم وحشتِ دل رونے سے

ہے سزاوار جو ہوں دیدۂ گریاں نازاں !

رشک میں ہیں مرے آنسو سے ترے دُرِ یتیم !

مت گہر ریزی پہ ہو بارشِ نیساں نازاں

ہے دل و جان مرے شاہ نجفؓ پر قرباں

اے نیاز اس لئے ہیں میرے دل و جاں نازاں

کیا ہی پھولی بہار آنکھوں میں ! — ہے جہان لالہ زار آنکھوں میں

پھول کترے ہیں کیا عجیب و غریب — کون ہے دستکار آنکھوں میں

شیر مادر تھا یا شراب کہن ! — جس کا ہے یہ خمار آنکھوں میں

کچھ اُڑی جاتی ہے نگاہ اپنی — کسنے پکڑا قرار آنکھوں میں

چھوڑ کر سینہ شاید آیا ہے — اب دلِ بے قرار آنکھوں میں

وحدت ایسی ہوئی ہے جلوہ نما — ایک ہے سو ہزار آنکھوں میں

ہم کو نقاش ہے نظر آتا — سب یہ نقش و نگار آنکھوں میں

جس کو سمجھے تھے قطرہ ہے وہ نیاز

قلزمِ بے کنار آنکھوں میں

کچھ نہیں کھلتا مجھے میں کون ہوں — صورتِ حیرت ہوں یا شکلِ جنوں

عشق ہے سرمایۂ دیوانگی — سحر کب پاتا ہے اُس کو اور فسوں !

آہ و نالہ نے مجھے رُسوا کیا ! — ورنہ پنہاں تھا مرا راز دروں !

گر نہ بہتے لختِ دل آنکھوں کی راہ — رنگ اشک ایسا نہ ہوتا رشکِ خوں

حُسن جاناں جلوہ گر ہر شے میں ہے — دید میں اپنے نہیں کوئی زبوں !

کون پا سکتا ہے مجھ گم گشتہ کو — دین ڈھونڈھے آ کے یا دنیائے دوں !

جس نے پہچانا ہے اپنے آپ کو

ہے نیاز اپنے قدم پر سرنگوں !

اگرچہ میں سیر بتاں دیکھتا ہوں — ولے جلوۂ حق عیاں دیکھتا ہوں

بنے جسطرح حق پرستی ہوں کرتا — مگر خود پرستی زیاں دیکھتا ہوں

جو ربُّ الحرم ہے صنم بھی وہی ہے — حرم دیر میں ایکساں دیکھتا ہوں

اُسے برہمن اور اوسے شیخ مانے — یہ آپس کا جھگڑا یہاں دیکھتا ہوں

ازل سے ابد تک جو کثرت ہے پیدا
سو وحدت کا دریا رواں دیکھتا ہوں

نیازؔ اب کہوں کس سے رازِ حقیقت
یہ عالم سراپا گماں دیکھتا ہوں

بھلا اک غزل اور بھی ایسی کہیو !
تجھے میں فصیح البیاں دیکھتا ہوں

نہ تن دیکھتا ہوں نہ جاں دیکھتا ہوں
تجھی کو عیاں اور نہاں دیکھتا ہوں

اگر کوئی جانے جہاں غیرِ حق ہے
سو میں اُسکو دھوکا گماں دیکھتا ہوں

یہ جو کچھ کہ پیدا ہے سب عینِ حق ہے
کہ اک بحرِ ہستی رواں دیکھتا ہوں !

کہاں غیر ہے اور کیسے غیر بولوں
سوی اللہ کدھر ہے کہاں دیکھتا ہوں !

جسے ذاتِ بیرنگ و بیچوں کہیں ہیں
بہر رنگ جلوہ کناں دیکھتا ہوں !

نیازؔ اب ہوا ناتوانی سے تو پیر
و لے عشق تیرا جواں دیکھتا ہوں

مُلکِ خدا میں یارو آباد ہیں تو ہم ہیں
تعمیرِ دو جہاں کی بنیاد ہیں تو ہم ہیں !

دیکھا پرکھ کر آخر نظر چڑھا یہ
گر نقد ہیں تو ہم ہیں نقاد ہیں تو ہم ہیں !

اپنا ہی دیکھتے ہو تم بندوبست یارو!
گر داد ہیں تو ہم ہیں فریاد ہیں تو ہم ہیں

پھیلا کے دامِ اُلفت گھرتے گھراتے تم ہیں !
گر صید ہیں تو ہم ہیں صیّاد ہیں تو ہم ہیں !

ٹھہرا ہے عشق بازی دن رات کھیل اپنا
گر قیس ہیں تو ہم ہیں فرہاد ہیں تو ہم ہیں !

شادی و غم یہ دونو اپنی ہی حالتیں ہیں
دلگیر ہیں تو ہم ہیں اور شاد ہیں تو ہم ہیں

کاری گری کی اپنے یہ سب مصوری ہے
تصویر ہیں تو ہم ہیں بہزاد ہیں تو ہم ہیں !

ہستی کے کاغذوں پر ہیں دستخط ہمارے
گر فرد ہیں تو ہم ہیں اور صاد ہیں تو ہم ہیں

جو کچھ کہ یہ گڑھت ہے سو ہے ہتوٹی اپنی
فولاد ہیں تو ہم ہیں حداد ہیں تو ہم ہیں !

روئے زمیں کے اوپر مانند گرد بادے

گر خاک ہیں تو ہم ہیں اور باد ہیں تو ہم ہیں!

تعلیم اور تعلّم سب ہے نیازؔ اپنا
شاگرد ہیں تو ہم ہیں اُستاد ہیں تو ہم ہیں

یہ تیری جلوہ گریاں آنکھوں میں چھا رہی ہیں — پیارے ادائیں تیری دل میں سما رہی ہیں
اُدھر تو زلفیں کھینچیں دل اپنی ہی طرف کو — اِدھر اشاروں سے آنکھیں بلا رہی ہیں
غمزہ کے لشکروں کو اپنا ہی طنطنہ ہے — سج دھج جو دیکھو اپنی نوبت بجا رہی ہیں
طرف چمن ہوا ہے شاید گذر تمہارا — جو آج عندلیبیں دھومیں مچا رہی ہیں
کھلجائیں تیری نرگس آنکھیں جو دیکھے اُسکو — جبتک نہیں ہے دیکھا باتیں بنا رہی ہیں
محراب سجدہ لیئے یا تیغ اُن ابروؤں کو — لاکھوں ہی سر جو آگے اپنے جھکا رہی ہیں
اعجاز کر رہی ہے ناز و ادائیں تیری — وہ قتل کر رہی ہیں اور یہ جلا رہی ہیں
بھاتا نہیں ہے کوئی تجھ بن نیازؔ کو اب — تیری ہی پیاری باتیں اُسکو تو بھا رہی ہیں

کیونکر نیازؔ مانے اوروں کی خوش کلامی
اُسکو تو پیاری باتیں پیارے کی بھا رہی ہیں

رواں آنکھوں سے ہے سیلاب گلگوں — الٰہی چشم ہے یا چشمۂ خوں!!
جو شیریں تجھکو دیکھے کوہکن ہو! — اگر لیلیٰ ہو یہاں ہوجائے مجنوں

یہ دل وہ نیّر خاکی ہے یارو! — بلا گرداں ہے جس پر مہر گردوں!
ترے آئینۂ رخ کی صفا دیکھ! — تحیّر میں ہے اشراقِ فلاطوں!

علیِ مرتضیٰ ختم الرسل کے
نیازؔ ایسے ہیں جوں موسیٰ کے ہاروں

کافر عشق ہوں میں بندۂ اسلام نہیں — بُت پرستی کے سوا اور مجھے کام نہیں!
عشق میں پوجتا ہوں قبلہ و کعبہ اپنا — ایک پل دل کو مرے اُسکے بن آرام نہیں
ڈھونڈھتا ہے تو کدھر یار کو مرے اے ماہ — منزلش در دل ماہست لب بام نہیں!
بوالہوس عشق کو تو خانۂ خالہ مت بوجھ — اسکا آغاز تو آساں ہے پہ انجام نہیں
پھانسنے کو دل عشاق کے اُلفت بس ہے — گھیر لینے کو یہ تسخیر کم از دام نہیں
کام ہو جائے تمام اُسکا پڑے جسپہ نگاہ — کشتۂ چشم کو پھر حاجت صمصام نہیں!
ابر ہے جام ہے مینا ہے مے گلگوں ہے — ہے سب اسباب طرب ساقی گلفام نہیں
ہائے رے ہائے چلی جاتی ہے یوں فصل بہار — کیا کروں بس نہیں اپنا وہ صنم رام نہیں!
جان جاتی ہے چلی دیکھ کے یہ موسم گل — ہجر و فرقت کا میری جان پہ ہنگام نہیں
دل کے لینے ہی تلک مہر کی تھی ہمپہ نگاہ — پھر جو دیکھا تو بجز غصہ و دشنام نہیں!

رات دن غم سے ترے ہجر کے لڑتا ہے نیازؔ

یہ دل آزاری کا مرے جان بھلا کام نہیں

عاشقِ زار ہوں میں طالبِ آرام نہیں
ننگ و ناموس سے کچھ اپنے تئیں کام نہیں

بے سروپائی سے عشاق کو خطرہ کیا ہے
اثرِ عشق ہے یہ گردشِ ایام نہیں!

نشۂ چشم سے ہوں ساقیِ توحید کے مست
احتیاج اپنے تئیں ظرفِ می و جام نہیں

بوالہوس پاؤں نہ رکھیو کبھی اس راہ کے بیچ
کوچۂ عشق ہے یہ رہ گذرِ عام نہیں

بے نہایت ہے کہ پایا نہیں جسکا پایان
جس جگہ پہونچے آغاز ہے انجام نہیں

عالمِ عشق کی دُنیا ہی نرالی دیکھی!
سحر و شام وہاں یہ سحر و شام نہیں!

زاہدا حال مرا دیکھ کے حیراں کیوں ہے
مشربِ کفر ہے یہ ملّتِ اسلام نہیں!

ساقیِ مست کے دیدار کا سرشار ہوں میں
اس نئے دل کو تمنائے می و جام نہیں

عار کیا ہے تجھے دنیا کی ملامت سے نیاز
عاشقو میں تو اکیلا ہی تو بدنام نہیں!

نیستی ہستی ہے یارو اور ہستی کچھ نہیں
بےخودی مستی ہے یارو اور مستی کچھ نہیں!
لامکاں کی منزلت پاتا ہے کب کون و مکاں
ہو کے ویرانے کے آگے ہے کی بستی کچھ نہیں!

کچھ نہیں سب کچھ ہے یارو اور سب کچھ کچھ نہیں
غیر اس کے معنی رمزِ ہستی کچھ نہیں
یہ جو کچھ ہونا جسے کہتے ہیں ہستی ہے میاں
فقر میں ہستی یہی ہے اور ہستی کچھ نہیں

بندگی اور حق پرستی کچھ نہ ہونا ہے نیاز
کچھ نہ ہونے کے سوا اور حق پرستی کچھ نہیں

مدرسہ میں عاشقوں کے جسکی بسم اللہ ہو
اوسکا پہلا ہی سبق یارو فنا فی اللہ ہو

یہ سبق طولانی ایسا ہے کہ آخر ہو نہ ہو
بے نہایت کچھ نہایت کیسی یارو آہ ہو

دوسرا پھر ہو سبق علم الفنا کا انتفا
یعنی اس اپنی فنا سے کچھ نہ وہ آگاہ ہو

دوڑ آگے تب چلے جب جوڑ ہو پیچھے مدد
اس دقیقے کو وہی پہونچے جو حق آگاہ ہو

تیسرا اُس کا سبق ہے پھر کے آنا اسطرف
اب بقا باللہ حاصل اوسکو خاطر خواہ ہو

ڈھائی اچھر پریم کے مشکل ہے جنکا ربط و ضبط
حافظ و ملّا یہاں پر کب دلیل راہ ہو

حضرتِ عشق آپ ہو ویں گر مدرس چند روز
پھر تو علمِ فقر کی تحصیل خاطر خواہ ہو

اے نیاز اپنے تو جو کچھ ہو تمہیں ہو بس فقط
حضرتِ عشق آپ ہو اور آپ دام اللہ ہو

اک توجہ آپ کی وافی و کافی ہے ہمیں!

کیا ہی قصہ ہو طولانی تو وہ کوتاہ ہو!

وہ یار ہے میرا ارے اور دیکھنے ہارو
دیکھا ہو گر تمنے خدا دیکھ لو یارو

اس نقشہ کی تصویر بنی ہے نہ بنیگی
کس ہاتھ کے ہو تم بنے او نقش و نگارو

ہے شاہدِ گل جلوہ نما تختِ چمن پر
اے بلبلو سب ملکے چلو جی کو نثارو

در ملکِ دلم شاہِ جنوں لائے ہیں تشریف
اے عقل و خرد اب چلو باہر کو سدہارو

ٹھانی ہے یہاں مجنوں نے آج یہ دلمیں
واعظ جو ملے اُس کے عمامہ کو اُتارو

ہم آگ میں جلنے سے بہت راضی ہیں ناصح
لوا نبی بہشتوں کو تمہیں سر ستی مارو

اے چشم و جگر ملکے بہم سینہ و دل ساتھ
دہر نادیو اُس یار کے دروازے پہ چارو

کس دل کی عمارت ہوئی ہے آج یہ مسمار
آتے ہو کہاں سے او تھے او گرد و غبار

کہتا ہے نیاز اور غزل ایسی ہی سُنیو!
کانوں کو ادھر رکھکے ذرا حُسن شعارو

ہم جُرم محبت کے گنہگار ہیں یارو
بگڑے ہیں کئے اپنے کو لو گردنیں مارو

مشکل ہے جو چُپ رہتے ہیں جی ہوتا ہے بیکل
وہ یار بُرا مانے ہے گر رُو رو پکارو

گر راحت و آرام گیا جانے دو اے دل
ثابت رہو تک عشق میں ہمت کو نہ ہارو

درخواست بھلائی کی فلک سے نہیں بہتر
دوں ہمتوں آگے نہ میاں ہاتھ پسارو

جاؤ جہاں ہے ساقی سرمستِ قدح نوشی
کیوں آئے ہو جھک جھک مری آنکھوں میں خمارو

سیر چمنِ حسن میں کیا لطف و مزا تھا
کیدہر سے نکل آئے تم اے ہجر کے خارو

جبتک نہیں وہ شوخ تمہیں دیکھے ہے خوبان
خورشید کے نکلے پہ کہاں ہو گے ستارو

پھولی نہ سماتی تھی کہیں انگ میں اپنے
آتی ہے خزاں رہیو خبر دار بہارو

اے شاہِ نجف ہوں میں نیاز آپکے گھر کا
بگڑے مرے سب کام تمہیں آن سنوارو

عشق میں تیرے کوہ غم سر پہ لیا جو ہو سو ہو
عیش و نشاطِ زندگی چھوڑ دیا جو ہو سو ہو

پوچھو نہ مجھ خراب سے یارو صلاح کار تم
اپنے تو اب نہیں رہے ہوش بجا جو ہو سو ہو!

مجھ سے مریض کو طبیب ہاتھ تو اپنا مت لگا!
اس کو خدا چھوڑ دے بہرِ خدا جو ہو سو ہو!

عقل کے مدرسہ سے اُٹھ عشق کے میکدہ میں آ
جامِ فنا و بے خودی اب تو پیا جو ہو سو ہو!

لاگ کی آگ لگتے ہی پنبہ نمط یہ جل گیا!
رختِ وجود جان و تن کچھ نہ بچا جو ہو سو ہو!

دیدہ و دل بہم ہیں ایک سوجھ میں اور بوجھ میں

آنکھوں کے سامنے عیاں دلمیں بسا جو ہو سو ہو
ہجر کی جو مصیبتیں عرض کیں اُس کے روبرو!
نازو ادا سے مُسکرا کہنے لگا جو ہو سو ہو
ہستی کے اس سراب میں رات کی رات بس رہے
صبحِ عدم ہوئی نمو پانوں اُوٹھا جو ہو سو ہو!

دنیا کے نیک و بد سے کام ہمکو نیاز کچھ نہیں
آپ سے جو گذر گیا پھر اُسے کیا جو ہو سو ہو۔

عشق ستاتا ہے کیوں آ مجھے ہر آن تو
میرے تو آرام کا لے گیا سامان تو
صبر و قرار و شکیب تاب و توانِ عقل و دیں
سب نے تو لی اپنی راہ رہگئی ایک جان تو
دیکھا نہیں ہے ہنوز چہرۂ دلدار کو!
کس کو تکے ہے بھلا دیدۂ حیران تو!
جلوہ فروشی نکر گل ہی سے پوچھ اے صنم
درد میں کسکے ہوا چاک گریبان تو!
غم نے تو ہمدم بگاڑ دی مری سب حیثیت ہے
مانوں تجھے میں اگر مجھے پہنچان تو
تو جو اگر سینہ صاف اس دُر دندان سے ہے
شرم سے کیوں غرق ہے اب دُرِ غلطان تو

پوچھے ہے ہر ایک سے کس کا ہے عاشق نیاز
تجھ کو نہیں ہے خبر ایسا ہے انجان تو!

افسانہ مرے درد کا اُس یار سے کہدو
فرقت کی مصیبت کو دل آزار سے کہدو
جھکتا نہیں یہ دل طرف قبلۂ عالم
محرابِ خم ابروے دلدار سے کہدو!

ایک تو ہی نہیں میں بھی ہوں اُن انکھوں کا مارا
اے اہل نظر نرگس بیمار سے کہدو
سسکے ہی پڑا خنجر مژگاں کا یہ گھائل
تیر نگہہ دیدۂ خونخوار سے کہدو
میں عشق کی ملّت ہوں اے شیخ و برہمن
جا عشق مرا سبحہ و زنار سے کہدو
کیا جوش میں ہے آب مے وحدت خم دلمیں
آبلے ہی پڑی رومی و عطّار سے کہدو
جوں مہر کے شمکہ کہے آئینہ انا الشمس
بولوں ہوں انا اللہ سر دار سے کہدو

مشکل جو نیاز آئے تمہیں فقر میں درپیش
جا شاہ نجف حیدرؓ کرار سے کہدو

چھوڑو مجھے بیخود میرا آرام یہی ہے
بے نام و نشان رہنے دو بس نام یہی ہے
بیکار و معطل ہی رہوں کار جہاں سے
فہمید میں اپنی تو بڑا کام یہی ہے
لے سر سے قدم تک ہوں جلا شمع کی مانند
شاید کہ میاں عشق کا انجام یہی ہے
کافر ہوں جو میں اپنے تئیں جانوں کہ میں ہوں
جو کچھ ہے سو تو ہے مرا اسلام یہی ہے
سوجھے نہیں دن رات تری دھیان میں پیارے
اپنی تو سحر ہے یہی اور شام یہی ہے

کہتے ہیں نیاز آپ کو اس شکل مری میں
یہ سچ ہے کہ تو پاک پہ یاں نام یہی ہے

غم خدائی کو ہم جانیں یا خدا جانے
بلاکشوں پہ جو گذری تری بلا جانے
مریضِ عشق کا درمان عبث کرے ہے تو
دوا ہماری ارسطو بھلا تو کیا جانے!
صبا اگرچہ شگفتہ کرے ہزاروں گل
اس ایک غنچۂ دل کو وہ کب کھلا جانے

آٹھہار ہی ہے جفا تیری اپنے در سے مجھے
پڑا ہو جسکو سروکار عشق سے آ کر!
کسی نے آنکھوں سے دیکھا ہے بن خبا کوئی

میں اوٹھہ تو جاؤں اگر وہ مری وفا جانے
وہ جیتے جی میاں اپنے تئیں موا جانے
کہ اپنا آپ پلک مارتے مٹا جانے

نیازِ منزل مقصود کو وہی پہونچے
جو کوئی شاہِ نجف رضؔ اپنا رہنما جانے

جب بر در دل حضرتِ عشق آن پکارے
بازی وہی لیجائیگا اس کھیل میں اے دل
گر حُسن میں ہمسر ہیں تمہاری مہ و خورشید
جو سلسلۂ زلف کے ہیں دست گرفتہ!
پل مارتے ڈوبے ہے ابھی زورقِ گردوں
گر رستم و سہراب ہیں ایسے ہی دلاور

گوشہ ہوئی عقل اور ہوئے اوسان کنارے
جو پہلے کٹا مہرۂ سر جان کو ہارے
دن رات یہ کیوں ہوتے ہیں قربان تمہارے
پھرتے ہیں سراسیمہ پریشان بچارے
طوفان ہیں یہ دیدۂ گریان ہمارے
ہو ویں تو بھلا عشق کے میدان میں اُتارے

کل دورۂ مجنون تھا نیاز آج ہے اپنا
نوبت کے بجے برسر دوران نقارے

میری آنکھوں میں اگر ایسی ہی تیری نت کو جلوہ گری رہی۔
تو ہمیشہ کو میں اپنے آپ سے یونہیں بے خبری رہی
ارے آہ تیرے نہال سے کبھی کچھ نہ برگ و ثمر ملا !!
نہ پھلے نہ پھولے کبھی یونہیں تو ہمیشہ بے ثمری رہی

جو یہ جوشش سیل سرشک کا کوئی روز ایسا بنا رہا
نہ بدن میں نام کو نم ملے نہ دکھائی دیگی تری رہی
ابھی ڈسکے ناگنی زلف کی مجھے ہائے کیسی اکڑ گئی
مری مرگ آنکھوں کے سر لگا دیکھو آپ کیسی بری رہی

چلی بادِ گرم فراق سے جلا سب وجود نیاز کا
مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہیں سو ہری رہی

آتے ہی اُسکے سامنے ہم آپسے یوں چل بسے
عہد رفاقت بندھ گیا تھا لیکہ اب نبھا نہیں
عقل و خرد ایمان و دین صبر و شکیب آرام دل
ای ہمنشیوں تم کہو کیا لطف ہے اس زیست کا

سورج کا چہرہ دیکھتے جیسے کہ شبنم چل بسے
پیچھے رہا جاتا ہی غم اور ہم تو اس دم چل بسے
جو کچھ کہ تھے وہ زندگی کے رُکن اعظم چل بسے
جب ہم اکیلے رہ گئے اور اپنے محرم چل بسے

چلئے نیاز اب اُس جگہ کا بھی تماشہ دیکھئے
اپنے ہزاروں ہیں جہاں ہیں یار و ہمدم چل بسے

جب چھوڑ کر تنہا مجھے وہ یار و ہمدم چل بسے
اپنا مدار زندگی اب رہ گیا ہے غم ترا
ٹک مخلصی بلبل کو دے صیاد جاتی ہے بہار
دنیا سرا ایسی نہیں اگر جہان رہجائیے

عقل و قرار و ہوش دل سب باہم ملکے چل بسے
پھر تو وہ پوری موت ہے یارب اگر غم چل بسے
پھر چھوڑنا کیا لطف ہے جب گل کا موسم چل بسے
بس شب کی شب آئے رہے اور پھر گجر دم چل بسے

اب تو چلو ملکِ بقا کی سیر دیکھو اے نیاز

دیکھو تو کیا کیا ہے وہاں عالم کے عالم چل بسے

دہیان اپنی کو نے خاک نہ افلاک سے باندھے
عرفان اگر چاہے دل پاک سے باندھے

گر جلوہ گہہ یار نہ ہو آئینۂ دل!
پھر اُسکا تصورٗ کوئی کس تاک سے باندھے

ہے کاسۂ سر اپنا مُلبب تری بو سے
اب دستۂ گُل لیکے کوئی تاک سے باندھے

فخر اپنے تشبک کا فلک چاہے سو کرلے
پر شرط نہ غربال دلِ چاک سے باندھے

ہر چند نظر باز ہے یہ نرگس شہلا!
پر تاک نہ اس دیدۂ بیباک سے باندھے

صحرائے شکار او سکے میں بیٹھا ہوں بامید
شاید مجھے کر صید وہ فتراک سے باندھے

لختِ جگر دل سے جو بینڈا انہیں بند ہتا
پھر آنسوؤں کی ندی کوئی خاک سے باندھے

تکنے کی فقط تاک کا ہوں یارو گنہگار
کوئی باندہے مجھے تو شجرِ تاک سے باندھے

جوڑے کو جو وہ نازنین باندہے تو ہے لازم
تار نگہ چشم ہوسناک سے باندھے

ماٹی سے ہماری وہ بنا کر کے بگولے
چکر ہی میں رکھتا ہے سدا چاک سے باندھے

اس چرخ سے کیا رکھے بھلا چشم نکوئی
جو بیر پس از مرگ بھی ہے خاک سے باندھے

بہتر ہے نیاز آپ کہ تو رشتۂ اخلاص!
ہر ایک سے توڑے شہ لولاک سے باندھے

مجھے بیخودی یہ تونے بھلی چاشنی چکھائی
کسی آرزو کی دلمیں نہیں اب رہی سمائی

نہ حذر ہے نے خطر ہے نہ رجا ہے نے دُعا ہے
نہ خیالِ بندگی ہے نہ تمنّئے خدائی

نہ مقام گفتگو ہے نہ محلّ جستجو ہے
نہ وہاں حواس پہنچیں نہ خرد کو ہے رسائی

نہ ملکیں ہے نے مکاں ہے نہ زمیں ہے نے زماں ہے
دل بینوا نے میرے جہاں چھاونی ہے چھائی

نہ وصال ہے نہ ہجران نہ سرور ہے نہ غم ہے
جسے کہیے خوابِ غفلت سو وہ نیند ہمکو آئی

من و تو اُٹھی جہاں ہوں ہوسیں وہاں کہاں ہوں
جو دوئی کے تھے لوازم سو رہائی ان سے پائی

یہاں میں رہا ہوں جب تو سخن نیاز بولوں
سنو گے زبان نے سے وہی جو کہیگا نائی!

ستارے نہیں یہ شبِ تار کے
شرارے ہیں آہِ شرربار کے

مبارک رہے تجھ کو واعظ بہشت!
میاں ہم تو طالب ہیں دیدار کے

جو دیکھے تجھے بلبل آئے رشکِ گل
نہ پھٹکے کبھی گرد گلزار کے!

صفائی ترے سلکِ دنداں کی دیکھ
ہوئے غرقِ دریا گہربار کے

عجب کیا جو تشریف لاؤ ادہر
عیادت کو آتے ہیں بیمار کے!

کہاں فصل گل ہے کہاں وہ بہار
چلو مل کے رو دیں گلے خار کے

غزل اور ایسی ہی کہیو نیاز!!
کہ مشتاق ہیں تیرے اشعار کے

گھُٹا ہاتھ سے چشم خونخوار کے!
لیا زلف نے دام میں مار کے

یہ جنبش جو ابرو میں ہے یار کے
سو جھڑتے ہیں وہ ہاتھ تلوار کے

یہ دن رات ہیں یا کہ ہندو و ترک
کہ ہم دوش ہیں زلف و رخسار کے

کھلی آنکھ پیتے ہی وحدت کا جام
ہوئے مست و سرشار دیدار کے

خموشی کا عالم ہے اپنا مُقام
جو آزاد ہیں کفر و اسلام سے!

نہیں آشنا بحث و تکرار کے
نہ قیدی ہیں سبحہ زنار کے

یہ دل بے بہا جنس ہے اے نیاز!
بہا مت اُسے بن خریدار کے

جو ہیں آشنا سرّ اسرار کے
اندھیرا اُجالا نہاں اور عیاں!
بہار و خزاں ہم پہ ہے ایکساں
اِدھر کی نہیں جانتے رسم و راہ!
بِنا توڑ ہستی کی لے گنج وصل
کہاں سے کہاں لیکے پہونچا یہ دل

وہ ہیں یار ہر یار و اغیار کے
یہ جلوے ہیں سب جلوۂ یار کے
کبھی یارِ گل ہیں کبھی خار کے
میاں ہم تو باشندے ہیں پار کے
بڑا گنج ہے زیر دیوار کے
ملائک جہاں سے رہے ہار کے

نہیں قیس و فرہاد سا میں نیاز
کہ ہوں گرد صحرا و کہسار کے!

موںہہ اپنا جو تو نے دکھایا مجھے!
بسا میری آنکھوں میں تو اس قدر
کہاں تک کہوں لُطف و احسان عشق
یہاں تک دیا مجھکو حُسنِ عرُوج
میں قربان ہوں تیری نظروں کے یار

وہیں پھر جو ڈھونڈھا پنایا مجھے
کہ تجھ بن نظر کچھ نہ آیا مجھے!
کہ جوں جوں گھٹا میں بڑھایا مجھے
کہ بندے سے مولا بنایا مجھے!
ملاتے ہی آنکھیں گمایا مجھے!

کہاں میں کدھر بے خودی کا مقام
نیاز اب یہی ہے دُعا و طلب

وہاں سے یہاں تو ہی لایا مجھے
رکھ اپنا ہی بندہ خدایا مجھے

یہ جو ہے کون و مکان یارو یہ ہے سب لاشے
گرچہ بے نام و نشاں کا ہے یہ سب نام و نشاں
نہ تصور میں حق آوے نہ بیاں کر سکے عقل
سوجھتا ہے وہی جو کچھ کہ تخیل بندھ جائے
ما عرفناک کہیں ہیں صاحب لولاکؐ جہاں

جسکو کہتے ہیں جہاں یارو یہ ہے سب لاشے
پر یہ نام اور نشاں یارو یہ ہے سب لاشے
چہ تصور چہ بیاں یارو یہ ہے سب لاشے
حق جسے کہئے وہاں یارو یہ ہے سب لاشے
بس وہاں وہم و گماں یارو یہ ہے سب لاشے

نہ تو کچھ بولو نہ دیکھو نہ سُنو مثل نیاز
دیدۂ گوش و زباں یارو یہ ہے سب لاشے

روٹھا ہوا وہ پیارا اگر اپنے سے من جاوے
یہ سوز دروں مجھکو کچھ پھوکے ہی ڈالے ہے
رونا مجھے آتا ہے اس طفل سرشک اُوپر
میں جاں بلب آیا ہوں اس ہجر کے ہاتھوں سے

بگڑا ہوا کھیل اپنا اک آن میں بن جاوے
آ جانی گلے لگ جا تو جی کی جلن جاوے
یوں آنکھوں میں پل پل کے جا خاک میں سن جاوے
یا آ ملے وہ دلبر یا جی کی لگن جاوے

عاشق ہو نیاز اُوس پر گل پھاڑ گریباں کو
گر سیر کو گلشن کی وہ غنچہ دہن جاوے

کہتے ہیں جسکو عشق ہمارا ہی نام ہے
گر پھونک دوں جہان کو تو کچھ عجب نہیں

شور و فغاں کی اپنے یہاں دھوم دھام ہے
میں آگ کا بھبوکا ہوں میرا یہ کام ہے

ہوش و خرد سے ہمکو سروکار کچھ نہیں
منزل ہماری پاتے ہیں کب شیخ و برہمن
دیر و حرم میں اور کلیسا کنشت میں

ان دونوں صاحبوں کو ہمارا اسلام ہے
اسلام و کفر سے پرے اپنا مقام ہے
بھرتا ہمارے نام کا دم ہر کدام ہے

ہر اک نیاز اپنے سے ہمراز ہے کہ وہ
شاہِ نجف امیرِ عرب کا غلام ہے

میں وہ کوئی ہوں جسکا خدائی میں نام ہے
عالم میں میری جلوہ نمائی کا ہر طرف
خلقت کے کان پُر ہیں اسی ذکر سے ہوئے
جس دلمیں دیکھئے تو ہماری ہی چاہ ہے
ہر سر کے بیچ اپنا ہی سودا ہے بھر رہا
دیکھا ہے جس نے حُسن ہمارا بچشمِ دل
حاضر ہے بندگی میں ہماری تمام خلق

کہتے ہیں جس کو حُسن سو مجھ پر تمام ہے
غوغا ہے غل ہے شور ہے اور دھوم دھام ہے
ہر ہر زبان پر یہی بات ہے اور کلام ہے
جو آنکھ ہے سو تک رہی ہم کو مُدام ہے
اپنی تڑپ میں ریشہ و رگ ہر کُدام ہے
خوبانِ اس جہان سے کب اُسکو کام ہے
از عرش تا بفرش سب اپنا غلام ہے

رکھتا ہے ہم سے ہر کوئی راز و نیاز شیخ
پر ایک نیاز اپنا مدار المہام ہے

بہارِ چند روزہ سے دل اپنا شاد کیوں کیجے
لگا کر دیدہ و دانستہ اپنے پانوں پر تیشہ
لبِ شیریں کی باتوں پر جو کیجے تلخ کام اپنا

ہوائے حُسن پر دل کو عبث برباد کیوں کیجے
بجوہِ عشق اپنا قتل جیوں فرہاد کیوں کیجے
گئے اوقات راحت کے تئیں پھر یاد کیوں کیجے

نہ دیجے خال و خط کے دام و دانہ پر میاں دلکو
نہ ہو گر مرغِ دل کے آب و دانہ کی خبر لینی
جو مانگوں ہو نہیں آزادی کہے ہنسکے یوں ظالم

اگر دیجے تو پیچھے نالہ و فریاد کیوں کیجے
تو اپنے دام میں اُسکے تئیں صیاد کیوں کیجے
جسے لیجے غلامی میں اُسے آزاد کیوں کیجے

نیاز اب چُپ رہو کوتہ کرو افسانۂ غم کو
جہاں سے اُوٹھ گئی ہے داد بس فریاد کیوں کیجے

سرزمینِ چشت کی آب و ہوا کچھ اور ہے
پھر رہے ہیں ہر گلی کوچہ میں از خود رفتگاں
کوئی سبحانی کہے کوئی انا الحق بلبلائے
کوئی شغلِ نیستی میں نیست اور نابود ہے
ہے حضورِ حق تعالیٰ اُنکی گاہے بود و باش
خندہ و گریہ بہم ہمدم ہیں اُن یاروں کے بیچ
جبکہ دُکھ سکھ ہوا نہیں اور بیقراری ہو قرار
کیا ہی تیزی اور تندی رکھتی ہے اُنکی نگاہ
وہ جو اک عرصہ میں ہوتا ہے میسّر اور جا
یہ تو سب سچ ہے مگر اُنمیں سے گنتا آپکو

دین و دنیا سے نرالا اور ہی کچھ طور ہے
عشق کی واں سلطنت ہے بیخودی کا دور ہے
بل بے تیرا بلبلانا یہ مقام غور ہے
کوئی نظارہ میں حق کے اک تماشا طور ہے
دیکھنے میں خلق کے گو دہلی و لاہور ہے
جو کوئی روتا ہے پھر ہنستا وہیں فی الفور ہے
پھر تو مہر و لُطف سے خوشتر جفا و جور ہے
جا پڑے جسپر نظر رہتا وہیں وہ ٹھور ہے
یا وری سے عشق کی حاصل یہاں فی الفور ہے
ہرزہ گوئی ہے نیاز اور لاف ناخوشطور ہے

وہ تو الماسِ نگیں ہیں یا کہ ہیں دُرِ ثمین
کانچ کی تو پوت ہے یا ریزۂ بلّور ہے

Restored by: Zulfikar Ali Niyazi, Mobile: +91 9903992110

من موہن جب چھب دکھلائی سرسوں پھولی انکھونمیں — پریم کی زردی مکھ پر چھائی سرسوں پھولی انکھونمیں
نیاز کہانی سنو رے بھائی ہوش گئے بیہوشی آئی — خودی گئی تب ملی خدائی سرسوں پھولی انکھونمیں

الیضاً

شیام سندر کی جب سُدھ آئی سرسوں پھولی انکھوں — کچھ کا کچھ ہی دیت دکھائی سرسوں پھولی انکھونمیں
ہر ہر بند سمند پہچانوں ہر ذرہ خورشید — واہ گروجی خوب سجھائی سرسوں پھولی انکھونمیں
بندہ کو مولیٰ بھانوں قیدی کو بیقید — ان کہنی موسوں کہلائی سرسوں پھولی انکھونمیں
اونچ نیچ میں فرق نہ جانوں دوئی ہوئی ناپید — وحدت من پر ایسی چھائی سرسوں پھولی انکھونمیں
نیاز آپکو آپ نجانوں کجا عمر وکت زید — نگل گئی پربت کو رائی سرسوں پھولی انکھونمیں

الیضاً منه

مدہ سبحانی جوش میں آئی دیکھو جی اب ابلے ہے — سمند بند میں ڈبکی کھائی دیکھو جی اب اچھلے ہے
نگل گئی پربت کو رائی دیکھو جی اب اُگلے ہے — نیاز کے پردے میں ہے خدائی دیکھو جی آ نکلے ہے

منه

صُمٌّ بُکمٌ عُمیٌ ہو کے حق سے دھیان لگاؤ جی — بیرنگی کی سُرت جما کے اپنا آپ گماؤ جی
پاک منزہ پورے ہو کے سُبحانی گن گاؤ جی — نیاز گیا جب اللہ لوگو کون رہا فرماؤ جی

منه

سُن دھن مرلی من موہن کی سُد بُد سب بسرائی — سکھی سہیلی سنگ کی کھیلی ناہیں پرت پہچانی
ہر مورت میں نیاز کو جانو ایسی مت بورانی — پیت کی ریت کہا موت ہے سانچ کہو گر گیانی

منه

جوگنیا کا بھیس بنا کے پی کو ڈھونڈ نجاؤں — نگری نگری دوارے پی پی بسد سناؤں !
درسن بھکاری جگ میں ہوکے درشن بھچا پاؤں — تن من جوبن اوپر واروں تب میں نیاز کہاؤں

ہوری

ہوری ہوئے رہی ہے احمدؐ جیو کے دوار — حضرت علیؑ کو رنگ بنو ہے حسنؑ حسینؑ کھلار
ایسی ہوری کی دھوم مچی ہے جھنو اور پڑی پکار — ایسوا نوکھو چتر کھلاڑی رنگ دنیو سنسار
نیاز پیارا بھر بھر چھڑکے ایک ہی رنگ سہس پچکار

الیضاً

سُن ہوری سجنی رت پھاگن کی آئی بہار — ہوری کھیلے دھوم مچائے ناچے دیدے تار
نیاز پیارا چتر کہاوے اچپل کھیل کھلار — مکھ مینڈین اور بھگوا مانگین تب ہم چتر انار

الیضاً

من موہن پیارو مونہ برہن تج دنیوری — پہلے تو بانکی آن دکھا کے من میرو ہر لینوری
اب میں کو براگ دیوے آپ رہت رنگ بھینوری — نیاز کو ہمری سنگت ہے سو تن بیرن چھینوری

الیضاً

سکھی جارہے ڈارے برہا اگن سب گات — بید جو ناری دیکھن لاگو پھالگ پر گیو ہات
ہون برہن کو پیا تج دنیو سوت کا پکڑ دہات — نیاز پیا بن کیونکر گجری کیسے کٹے دن رات

الیضاً

اُمگو جو نوا کیسے کر راکھوں سنبھار
انبوا موے مٹیو پھولے برن برن کی بہار
آیا پھاگن سب ہوری کھیلیں ترنی بار پیا
ہم میت گو نوا کینو دینہو موہے بسار

برہ اگن موہے جاری ہے ڈارے چھین بل سو بار
نیاز پیا بن جی نکست ہے ایسی لگن بہت یار

منہ

اچرج دیکھ مور پیر وا سدا رہت مورے گھر ماہیں
ہون اگیانی گہر نا ہیں کہو جت بھٹکت جا ہیں تا ئیں
ست گرو کی کرپا کینو پیا پائے ڈاری گرباہین
گھر باہر آپ وہی ہے نیاز ہون ناہین

منہ

من لاگو اب کیسی چھوٹی لگ گئی پیم کی ڈوری
نین دُرآئین نا تھہرت رہیں جاڈت پیری اور
برہا اگن سلگت ہے تن من جل بل بھسم بھئی ری
نیاز تہاری ہے بلیاں بیگ کھبر لیو موری

منہ

مین تو بوری بھئے سن ری سکھی آن برہا کینو جور
تاری موے انگارے لاگیں دہواد ہار بہی بہور
دکھوں میں ٹہار دشت لگا چشت کے چندا کی اور
گنج شکر کے نند چند پر بھوے نیاز چکور

منہ

کا ہو کلا کل ناہیں پرت ہے بیاکل رہت سریر
نا جانو نکا ہوت ہے من میں میٹھی میٹھی پیر
سگری رین موہے تربیت بیتی نینن دھر کت نیر
پیر نظام نیاز آ ہی کی آن بندھاؤ دھیر

ایضاً

نیا لگا دو پار خواجہ موری نیا لگا دو پار
بنا کھویا بہی بہی ہوں آن پڑی منجدہار
نا کوئی اپنا باہنہ گہیا نا کوئی کہیون ہار
بوڑی جات ہے نیاز کی نیا تم ہوتے جگتار

ایضاً

نظام الدین گریب نواز باہنہ گہی کی تمہیں کو لاج
زری زر بخش محبوب الٰہی سرس امیر مہابیر تاج
گنج شکر کی پیارے دولارے سوہت تمپر ہند کو راج
سب مورے منکی کان سنوارو تن من جو نکر تہوں نیاج

کبت

رنگ راچو بسنت نئی رت حضرت نبی رسول کی
ہری ہری رنگ حسن کی لال لال کلیاں حسن کی لالی
دینو انعام اُمت کے شفاعت لینی نیاز قبول کی

ہوری

ہوری کھیلیں شام سے میں چلی برج کی نگریا
ہاتھ میں تہال عبیر گلال کو سر پر رنگ کی گگریا
جو پیا ہم سے جو ز چہرکے میں بوروں واکی پگریا
نیاز کچھ نا جانت بوجت کو بتائے دیو ڈگریا

منہ

سکھی جائے کہو من موہن کو جیا ترستے ہے توہی درسنکو
موہے کا ہو کلا کل ناہیں پرت ہے کیو بیاکل تن من برہنکو
دو کھ روپ جوبن سب کھوی دیو جیون رہو تین منکو
جب نیاز بران سکت نہ رہی بہر کا کرہوں ان باڈھنکو

منہ

ہلسات جیا پیا دیکھیں کو نہ سہات کچھ موہنہ برہنکو
دو نین بہے جہر کی جہر نا لون مانوں راین ساونکو

Restored by: Zulfikar Ali Niyazi, Mobile: +91 9903992110

پیا پیا تیرت پری ہون رہی پیا او کہت ہی یا بید نکو   توری بُلبل جاؤں نیاز پیا دو کہہ دوارے کر دو من مورکی منکو

منہ

پیا پچھرت ہم کچھو نہ کہی ای من کی بات من ہی میں رہی رے   بیا کل پہرت ہوبرہ کی ماری کو نکون ہیت سہی رے
جائے کہو کوئی نیاز مولا سے مت پچھاڑو موری بہیا ال گہی رے   اپنے عاشق کو پار اوتار ما بجھردہار مور نیا بہی رے

ایضاً

ہوری ہوئی اے نند یا کی ماتی !   چھون اور سہاگ کی دہوم مچی ہے گھر گھر رنگ رچو چوری
ادسر پٹی یاد کرگی کت سہاگن کت ہوری   نیاز کہا ہو کل بجھتا ئے آج کرد سو کروری

ایضاً

کیسو رچوری رنگ ہوری اجمیر خواجہ رے   زنار کی پاک چیز یا ہیم کی رنگ جھکوری
رانا راؤ اور شیخ مشائخ رمل چانجز جوری   جامن ہیں محبوب الہیٰ گوپن مان کشوری
پارسیا کی نرمل مورت جوتی روپ نوری   ایسے رنگیلے بنے ہیں لاگی نیاز کی منگی روری

ایضاً

پیا مو سے تم کیسی کینی من ہر کی پھر کہبر نہ لینی   تم بن دن ہو ماس برابر رین بھئے کو بر سینی
نیاز تہارے کاج گنوائی گہر کی لاج کٹم تج دینی   کوئی کہے مو کو دکہیاری کوئی کہے ہے منکی ہینی

ایضاً

ایسی ہوری کون رچوری جاکی دہوم مچی چہوا اورن ری   کرت پچکاری زنسر بٹکی ہیم رسکے رنگ پہر دری
ترنی تاری سکھیان ساری دنیا ہو ئی کیو سنر بوری   وار سیا سے لاگ رہی ہے نیاز کی چت اور بہت کی ڈوری

نیازیہ اکیڈمی

نیازیہ اکیڈمی کے قیام کا مقصد حضور قبلہ شاہ نیاز بریلوی کے دینی علوم، مسلک تصوف، ان کے پیغام محبت اور ان کی تصانیف کی اشاعت نیز ان کے اور ان کے خانوادے کے دیگر علماء وصوفیاء کے دینی روحانی، علمی اور ادبی کارناموں کو عام کرنا ہے۔

شاہ شبو میاں نیازی

خانقاہ نیازیہ خواجہ قطب بریلی شریف